Remove Watermark Now

سیرت کی تعمیر قلوب کی تطہیر کا مؤثر لائحہ عمل

نقیب صبح سعادت

فیضانِ صدیقی جاری رہے گا

بفیضانِ نظر سلطان نیروی حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی

مجلہ محی الدین فیصل آباد

جلد نمبر 4 — جمادی الاول 1439ھ 2018ء — شمارہ نمبر 9

زیرِ ظلِ عاطفت
آفتابِ علم و حکمت واقفِ رموزِ حقیقت
حضرت پیر محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب
زیب سجادہ آستانہ عالیہ نیریاں شریف آزاد کشمیر

زیرِ سرپرستی

صاحبزادہ پیر سلطان العارفین صدیقی صاحب

صاحبزادہ پیر نور العارفین صدیقی

صاحبزادہ پیر ظہیر الدین صدیقی (برمنگھم)

صاحبزادہ پیر زاہد قاسم صدیقی صاحب

مدیر اعلیٰ
حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی

مجلسِ ادارت

- پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی صاحب
- شیخ الحدیث علامہ محمد مرتضیٰ عطائی صاحب
- علامہ محمد معظم الحق محمودی صاحب
- علامہ خواجہ وحید احمد قادری صاحب
- ڈاکٹر عبد الشکور ساجد صاحب
- پروفیسر عبد الخالق توکلی صاحب
- پروفیسر محمد اعجاز صدیقی صاحب

مدیر معاون
پروفیسر ڈاکٹر محمد عبد اللہ صدیقی

مدیر
محمد دانش صدیقی ایڈووکیٹ

مدیر طباعت
عاطف امین صدیقی

کمپوزنگ: سعید احمد قادری
ٹائٹل ڈیزائن: محمد کلیم رضا

رابطہ آفس: فاروق آرٹس
سیکنڈ فلور وکیلاں والی گلی نمبر 4-5 کچہری بازار فیصل آباد

رابطہ نمبرز
041-2636130
0321-7611417

ناشر: صدیقیہ پبلیکیشنز فیصل آباد

جامع مسجد محی الدین
سدھار (سبزی منڈی) جھنگ روڈ فیصل آباد

محبوب وجود

قابل تکریم قارئین گرامی مرتبت السلام علیکم ورحمۃ اللہ:

اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لیے جو دستور حیات ہے سند نجات ہے۔ مقصد انسانی کا راز پا لینے والی ہستیاں مقاصد حیات سے آشنا لوگ قرب الٰہی کے مقام پر فائز ہونے کے بعد اُمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بالخصوص اور پوری انسانیت کے لیے بالعموم نفع بخش اور قابل تقلید ہوتی ہیں۔

یہ ہستیاں قیامت تک لوگوں کے دلوں میں بستی ہیں۔ اس لیے کہ اللہ اپنے دوستوں کی محبت فرش والوں اور عرش والوں کے دلوں میں واضح فرماتا ہے۔ اور ان مقبول محبوب صاحبانِ وہ پت، صاحبان دل کے ظاہری و باطنی حسن و جمال افکار۔ خیالات، احساسات، تعلیمات اور مجالس ایسے نقوش چھوڑتی ہیں کہ صراط مستقیم پر استقامت اور شریعت وطریقت کے جام کا نشہ تادم آخر نصیب رہتا ہے۔ اللہ پاک کا عرفان اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا نور دل و روح میں پیوست کرنے والی ہستیاں ہر دور میں سامانِ تسکین و راہنمائی فراہم کرتی رہتی ہیں نام کے اعتبار سے کام کے اعتبار سے فیضان کے اعتبار سے سیرت کے اعتبار سے صورت کے اعتبار سے۔ ہر طبقہ میں مقبولیت کے اعتبار سے، خدمت انسانیت کے اعتبار سے، اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کے اعتبار سے۔ اس دور میں ایک عظیم وجود دنیا بھر میں جسے غوث کہا جاتا ہے۔ اپنے بیگانے سفیر عشق رسول کہتے رہے۔ تمام مکاتب فکر کے لوگ قائد تحریک تحفظ ناموس رسالت تسلیم کرتے ہیں۔ علماو مشائخ جن کو دیکھ کر اپنی راہیں متعین کرتے ہیں۔ مولانا روم علیہ الرحمہ کی مثنوی کے دروس سے زمانہ فیضاب ہوتا

رہا۔ اس عالم ربانی، غوث الامت، قاسم فیضان نبوت مرشد کریم حضرت خواجہ شیخ العالم پیر محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے وصال باکمال کو ایک سال گزر گیا۔ کیسے گزرا کمی کیسے پوری ہوتی۔ اُن کے لب ہائے مبارکہ سے محبتوں کے پھول دامن میں سمیٹنے والے خوش بخت لوگ ابھی تک چھپ چھپ کر تنہائی میں آنسو بہا کر ان کی شفقتوں کو ترس رہے ہیں۔ کاش عمر دراز نصیب ہوتی اور زمانہ اس محسن سے فیضاب ہوتا رہتا بہر کیف اللہ پاک کی رضا پر راضی رہنا ہی بندگی ہے۔

مرشد کریم حضور شیخ العالم رحمتہ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارکہ مورخہ 2-3 فروری آستانہ مبارک ڈھوک کشمیریاں راولپنڈی منعقد ہو رہا ہے۔

جانشین حضور شیخ العالم مرشد کریم کے فیضان کے قاسم مولانا روم کی مثنوی کے مقبول مدرس پیکر شفقت و محبت، چشم و چراغ نیریاں شریف، فقیہ عصر، عالمی مبلغ اسلام سر پرست اعلی نور ٹی وی، محی الدین ٹرسٹ، پرو چانسلر محی الدین اسلامی یونیورسٹی نیریاں شریف حضرت خواجہ پیر محمد نور العارفین صدیقی دامت برکاتہم العالیہ طالبان راہ حق کو جام توحید و عشق رسالت تقسیم فرمائیں گے۔

مجھ عبد ضعیف کو ماہنامہ محی الدین کا خصوصی شمارہ ختم چہلم شریف حضور شیخ العالم نمبر جس میں عقیدتوں کے پھول پیش کیے شائع کرنے کا اعزاز نصیب ہوا۔

پہلے سالانہ عرس مبارک کے پرنور موقع پر ماہنامہ محی الدین کا دوسرا خصوصی شمارہ حضور شیخ العالم نمبر شائع کرنے کا شرف نصیب ہو رہا ہے۔ اہل دل، اہل فکر و ادب اور جملہ صاحبانِ قلم کی محبتوں کو سلام عقیدت عرض کرتا ہوں احسان کا بدلہ احسان ہے۔ محبت و خلوص قبول ہو اور فیضان صدیقی سے مالا مال ہوں۔ مرشد کریم کے مشن میں عروج نصیب ہو سب بہار، وقار اور پیار میں مسرور رہیں

فقط عدیل یوسف صدیقی

حضرت پیر محمد علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ خانقاہی نظام کی درخشندہ روایات کے امین

پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل (سابق استاذ بین الاقوامی اسلام آباد)

برعظیم پاک و ہند میں اسلام کا پیغام اور دین کا نور صوفیائے کرام نے پھیلایا۔ یہ مردان حق شناس نہ صرف نفوس قدسیہ اور پاکباز افراد تھے بلکہ وہ شریعت و طریقت باہم کے دھنی تھے، وہ نہ صرف علم شریعہ کے شناور تھے بلکہ وہ طریقت کو اس طرح اپناتے رہے کہ شریعت و طریقت باہم مل کر انسانوں کی راہنما بن جائیں۔ یوں تو برصغیر میں اسلام کی پرنور شعاعیں عہد خلافت راشدہ میں ہی ضوفشاں ہونے لگی تھیں اور ان سے پاک و ہند کے باشندوں کے اذہان و قلوب فیض یاب ہونے لگے تھے تاہم اس خطّہ میں اسلام کی روشنی صوفیائے کرام کی جدو جہد اور عملی کاوشوں سے ہی عام ہوئی چنانچہ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر شیخ العالم پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ تک سبھی صوفیائے کرام اور مشائخ عظام نہ صرف دین اسلام کا روح پرور پیغام عام کرتے رہے بلکہ انہوں نے تعلیمات تصوف و سلوک کو مکمل خانقاہی نظام بنانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج تصوف باقاعدہ خانقاہی نظام کا درجہ حاصل کر چکا ہے۔

ان برگزیدہ ہستیوں میں ایک نام شیخ العالم حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۳۸ـ۲۰۱۷ء) کا ہے۔ جن کا تعلق ایک علمی خانوادے اور صوفی گھرانے سے

ہے۔ ان کے نامور بزرگ حضرت پیر غلام محی الدین غزنوی ؒ (م ۱۹۷۵ء) افغانستان سے ہجرت کر کے وادی لولاب کشمیر میں آ کر آباد ہوئے۔ مری کے مضافات میں قائم مشہور عالم خانقاہ موہڑہ شریف کے نامور بزرگ حضرت پیر محمد قاسم موہڑوی ؒ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور سلوک کی پر خار راہوں پر چل کر اس کی مختلف منازل طے کیں اور خرقہ خلافت سے بہرہ ور ہوئے۔ ان کا مزار آج بھی نیریاں شریف ضلع پلندری آزاد کشمیر میں مرجع خلائق ہے۔ ہر سال جون کے مہینے میں ان کا سالانہ عرس مبارک منعقد ہوتا ہے جس میں اندرون و بیرون ملک اور آزاد کشمیر سے بڑی تعداد میں مریدین اور عقیدت مند شریک ہو کر اکتساب فیض کرتے ہیں۔ ''محی الدین اسلامی یونیورسٹی'' نیریاں شریف میں قائم کی گئی ہے جس کی کئی اور مقامات پر شاخیں بھی قائم ہیں جہاں میں ہزاروں کی تعداد میں تشنگان علم اپنی پیاس بجھا رہے ہیں۔ اور دینی و عصری علوم سے اپنے دامن بھر رہے ہیں۔

شیخ العالم حضرت پیر علاؤ الدین نے اپنے والد گرامی کے علاوہ جامعہ رحمانیہ ہری پور، دار العلوم بحر الحقائق ہری پور، جامعہ نعیمیہ لاہور اور مولانا عبد الغفور ہزاروی ؒ سے دینی تعلیم حاصل کی اور محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد سے فیصل آباد میں دورہ حدیث کی تکمیل کی۔ جب کہ تصوف و سلوک کی منازل اپنے والد گرامی کی زیر نگرانی طے کیں اور ان کے وصال کے بعد وہ ۱۹۷۵ء میں مسند سجادگی پر فائز ہوئے اور اپنی زندگی کے آخری لمحات تک اس عالی منصب پر قائم رہے۔ ۳/ فروری ۲۰۱۷ء بروز جمعۃ المبارک ان کا برطانیہ کے شہر برمنگھم میں وصال ہوا۔ نیریاں شریف میں نماز جنازہ ۵/ فروری کو ادا کی گئی اور اپنے عظیم المرتبت والد گرامی

کے پہلو میں تدفین عمل میں آئی۔

حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی ؒ نے نہ صرف دینی علوم و فنون اپنے دور کے نامور اساتذہ کرام سے حاصل کیے اور اپنی محنت شاقہ سے ان میں مہارت حاصل کی تھی بلکہ انہوں نے تصوف و سلوک کی منازل طے کرنے کے لیے بھی بہت جد و جہد کی۔ نامور اساتذہ کرام کی تعلیم اور ان کے رہنمائے کامل خواجہ پیر غلام محی الدین غزنوی ؒ کی روحانی تربیت نے پیر علاؤ الدین صدیقی ؒ کو کندن بنا دیا تھا۔ وہ شریعت و طریقت کا ایک ایسا خوبصورت امتزاج تھے جس میں شریعت و طریقت باہم مربوط تھے اور ان کے مشرب میں شریعت کو تفوق حاصل تھا اور طریقت اس نظریہ حیات کی عملی تعبیر و تکمیل تھی۔

حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی ؒ کی حیات، ان کے شب و روز، ان کی علمی اور دینی سرگرمیوں، نیز ان کے کارہائے نمایاں پر نظر ڈالی جائے تو ان کے فکری نظام میں شریعت و طریقت باہم مربوط اور ہم آہنگ دکھائی دیتے ہیں۔ نیز ان کے فکری و عملی دستور میں انسان کی مادی اور روحانی ضروریات بھی یکجا اور ایک دوسری سے جڑی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ ایک طرف وہ تعلیمی میدان میں خالص دینی اور تعلیمی ادارے قائم کر کے امت مسلمہ کی روحانی ضروریات کی تکمیل کرتے ہیں اور دوسری طرف وہ محی الدین اسلامی یونیورسٹی، میڈیکل کالج اور طلباء و طالبات کے لیے علوم و فنون کی تعلیم کے دیگر ادارے قائم کر کے ان کی مادی ضرورتوں کو بھی پورا کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ دین و دنیا کے علوم کو یکجا کرنا ان کی شخصیت کا اعزاز ہے۔

ان کی تعلیم و تربیت، سلوک کی منازل کا اہتمام، مشائخ عظام کی صحبت نشینی،

علمائے کرام سے روابط، مریدوں کی نگہداشت، تحفظ ناموس رسالت کی تحریک، تعلیمی اداروں کا قیام، مولانا روم کی مثنوی کا احیاء، طبی کالج کا قیام، بچیوں کی تعلیم وتربیت کا انتظام وانصرام اور نور ٹی وی چینل کا اجراء چند ایسے اقدام ہیں جو ان کی فعّال زندگی اور ہمہ جہت فکر اور بھرپور سرگرمیوں کے عکاس ہیں تو دوسری جانب انہیں مسلمانوں کے خانقاہی نظام کی درخشندہ اور تابندہ روایات کا نقیب وامین بناتے ہیں۔ نیز ان کی اس فکری بلوغت کا اظہار کرتے ہیں کہ جہاں وہ مسلمانوں کی روحانی قدروں کے امین تھے، وہاں انسانوں کی صحت کے بھی کفیل تھے۔ تاہم اگر ان کی اسی سالہ زندگی پر نظر ڈالی جائے اور ان کے امتیازی کاموں کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر ہمارے سامنے آتی ہے کہ وہ مسلمانوں کے ''خانقاہی نظام کی درخشندہ روایات کے امین'' ہیں۔ جب ہم ان کی پوری زندگی، ان کے افکار ونظریات، ان کے عملی اقدام، ان کی ترجیحات اور ان کی شب وروز کی مصروفیات کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ دینی ذہن رکھتے تھے۔ ہر پیش آمدہ مسئلے کا حل دینی اصلی مصادر سے تلاش کرتے تھے۔ وہ نہ صرف کشمیر کی بلند پایہ روحانی مسند کے سجادہ نشین تھے بلکہ وہ اسلام کی سر بلندی، مسلمانوں کی کامرانی اور انسانی قدروں کی ترقی، خانقاہی نظام کی روایات کی بقا واحیاء میں تلاش کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زندگی تصوف سے عبارت رہی ہے۔ سلوک ان کا اوڑھنا بچھونا تھا اور خانقاہی نظام کو ترقی دینا ان کا شیوہ اور ان کی زندگی کا اولین مشن تھا۔ لہٰذا ہم ان سطور میں ان کی زندگی کے چند ایسے پہلو انتہائی اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں جو اس امر کے آئینہ دار ہیں کہ پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ خانقاہی نظام کی درخشندہ روایات کے امین رہے۔

مسلمانوں نے جس طرح سیاسی، معاشی، ثقافتی، عسکری اور قانونی نظام قائم کیے، اسی طرح انہوں نے تصوف وسلوک یا طریقت کا بھی ایک مستقل نظام قائم کیا جو اہل فکر ودانش میں ''خانقاہی نظام'' کے نام سے معروف ہے۔ اس نظام کا اپنا دائرہ کار ہے اور اپنے قواعد وضوابط ہیں۔ اپنی ضروریات وترجیحات ہیں۔ اپنی اقدار اور اپنی کامیابیاں اور فتوحات ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں کہ شریعت وطریقت باہم ہم آہنگ اور مربوط ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق مصطفیٰ ﷺ کی ہر حال میں ادائیگی اور تکمیل کی جائے گی۔ احترام آدمیت، انسانیت کی خدمت، رخصت پر عزیمت کی برتری، بچوں کی تعلیم وتربیت کا اہتمام، لنگر خانوں اور سرائے خانوں کا قیام نیز معاشرے کے کمزور طبقوں کی خدمت۔ اگرچہ ان سب پہلوؤں سے شیخ العالم پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی بے پناہ خدمات ہیں جن کا اظہار اس مختصر مضمون میں ممکن نہیں ہے۔ اس لیے ہم اس بلند پایہ نظام کی چند اقدار کے حوالے سے آپ کی خدمات کا تذکرہ کریں گے:

۱۔ مسلمانوں کا خانقاہی نظام یا سلسلہ تصوف چند عناصر سے عبارت ہوتا ہے۔ جیسے مرشد، سلسلہ تصوف، بشمول نظام اور اد ووظائف، خانقاہ، مزار، مریدین، تعلیمات مرشد، مرشد اور مریدوں کا ربط وضبط، یہ سب امور خانقاہی نظام کا لازمہ تصور ہوتے ہیں۔ نیز انہیں امور وکوائف کی کوکھ سے خانقاہی نظام کی قدریں جنم لیتی اور پروان چڑھتی ہیں۔ مزید اس نظام کا اپنا اسلوب تربیت ہوتا ہے جس میں مرشد کی فرماں برداری مرید کی کامیابی کی ضمانت شمار ہوتی ہے۔ اگر ان سب امور پر توجہ دی جائے تو ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مروجہ خانقاہی روایت

میں یہ تمام امور و کوائف کلی طور پر موجود ہیں۔ چنانچہ نیریاں شریف کی خانقاہ سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک ہے جس کا اپنا شجرہ، اپنے اوراد و وظائف اور اپنا طریقہ مجاہدہ و عبادات ہے۔ مزارات قائم ہیں، مریدین موجود ہیں اور مرشدوں کی ہدایات و تعلیمات جاری ہیں۔ چنانچہ سلسلہ تصوف میں چراغ سے چراغ جلتا رہتا اور روحانیت کی روشنی کو ایک انسانی نسل سے دوسری نسل میں منتقل کرتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد کامل غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی ۱۹۷۵ء میں وفات کے بعد نہ صرف ان کے مریدوں کی رہنمائی اور تربیت عمدہ طریقہ سے کی بلکہ اس چشمہ صافی سے اکتساب کرنے والوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ بھی ہوا۔ اس طرح انہوں نے خانقاہی نظام اور پیری مریدی کے سلسلہ کو نہ صرف برقرار اور قائم رکھا بلکہ اسے ترقی بھی دی۔

۲۔ شریعت و طریقت اسلام کے تشکیلی دور سے باہم مربوط چلی آرہی ہیں۔ چنانچہ شریعت اگر نظریہ ہے تو طریقت اس کی عملی تعبیر ہے۔ اس طرح شریعت بالاتر ہے تو طریقت اس کے تابع ہے۔ نیز شریعت اگر رُخصت ہے تو طریقت عزیمت سے عبارت ہوتی ہے۔ نیز شریعت مسلمانوں کو فرائض کی پابند بناتی ہے تو طریقت مسلمانوں کو نوافل اور مستحبات پر عمل کرنے کی تعلیم دیتی ہے۔ مزید برآں شریعت کے پیروکار ظاہری احوال پر حکم لگاتے ہیں اور طریقت کی راہ پر چلنے والے دلی کیفیت اور روحانی حالت میں تبدیلی کے علمبردار ہوتے ہیں۔ شریعت و طریقت کے اس خوبصورت تعلق کو حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا۔ چنانچہ انہوں نے دینی تعلیم بھی اپنے وقت کے اعلیٰ اداروں اور بہترین اساتذہ کرام

سے حاصل کی اور شریعت کو اپنا رہنما بنایا اور طریقت میں بھی منازل سلوک طے کیں۔ نیریاں شریف کے گدی نشین ہوئے۔ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں مسلمانوں کو رہنمائی فراہم کی۔ انہیں اسلامی شریعت کا پابند بنایا۔ ان کی روحانی تربیت کی، انہیں عمدہ مسلمان اور مفید انسان بنایا۔ چنانچہ ان کی اپنی زندگی اسلامی شریعت کی عکاس اور طریقت کا عملی نمونہ دکھائی دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے خانقاہی نظام کی اسی بنیادی قدر کی عمدہ انداز میں آبیاری کی۔

۳۔ اسلام کے خانقاہی نظام کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس کے پیروکار اسلام کا پیغام اس جگہ انسانوں کو فراہم کرتے ہیں جہاں انسانوں کی اس نسخہ کیمیا کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا خانقاہی نظام کی اسی خصوصیت کی تکمیل کے لیے شریعت و طریقت کے ماہرین اور خدمت گزار ایک جگہ سے دوسری جگہ ہجرت کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ ہجرت کا عمل مسلمانوں میں عہد رسالت سے آج تک جاری ہے اور یہ عمل قیامت تک جاری رہے گا۔ یہی وجہ ہے خواجہ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ افغانستان سے ہجرت کر کے نیریاں شریف آئے اور وہاں اسلام کا پیغام عام لیا۔ اسی طرح علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف کشمیر میں تبلیغ اسلام کا عمل پوری طرح سے جاری رکھا بلکہ انہوں نے برطانیہ کو اپنا دوسرا وطن بنا کر برمنگھم میں قیام کیا اور وہاں اپنے قیام کے دوران آپ نے برطانیہ، یورپ، امریکہ، کینیڈا اور مشرق وسطیٰ کے مسلمانوں کو عموماً اور وہاں مقیم پاکستانی مسلمانوں کو خصوصاً اسلامی احکام و تعلیمات سے روشناس کرایا۔ اس طرح انہوں نے ایک طرف خانقاہی نظام کی خصوصیت کو برقرار رکھا اور اس پر عمل کیا تو دوسری جانب اپنے پیروکاروں کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے روشناس کرایا۔ گویا

انہوں نے نہ صرف ہجرت کے تقاضے پورے کیے بلکہ انہوں نے اندرون و بیرون ملک بھی اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا جس سے ان کی میزانِ حسنات میں اضافہ ہوگا۔

۴۔ خانقاہی نظام کا یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ جس مقام پر کسی بزرگ کا مقبرہ یا مزار تعمیر ہوتا ہے، وہ جگہ مسلمانوں کی توجہ کا مرکز بن جاتی ہے۔ وہاں نہ صرف دینی اور مذہبی سرگرمیاں شروع ہوجاتی ہیں بلکہ وہاں سماجی، تہذیبی، تبلیغی اور معاشرتی سرگرمیوں کا بھی آغاز ہوجاتا ہے۔ چنانچہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ مقبرہ اور مزار کے ساتھ مسجد، درسگاہ، شفاخانہ، سرائے اور لنگر خانہ بنایا جاتا ہے۔ جس کے مظاہر پورے عالم اسلام میں جا بجا دیکھے جاسکتے ہیں۔ نیز تمام سلاسل تصوف کے بزرگوں کے مزارات کے ساتھ یہ سہولتیں قائم ہوتی ہیں۔

دنیا کے عالمی قریہ بننے کے بعد تہذیب وتمدن میں بڑی بڑی تبدیلیاں رونما ہورہی ہیں۔ زندہ اور طاقت ور تہذیبیں کمزور اور دم توڑتی ہوئی تہذیبوں کو اپنی لپیٹ میں لے موت کی نیند سلا رہی ہیں۔ دیگر عالمی تہذیبوں کے ساتھ ساتھ اسلامی تہذیب بھی اس شکست و ریخت سے دوچار ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ سے اسلام کے خانقاہی نظام میں تبدیلیاں رونما ہورہی ہیں اب مزارات کے ساتھ نہ تعلیمی ادارے قائم کیے جاتے ہیں، نہ شفاخانے بنائے جاتے ہیں، اور نہ ہی عموماً لنگر خانے قائم کیے جاتے ہیں۔ جب کہ جن معدودے چند مزارات کے ساتھ تعلیمی ادارے قائم کیے جاتے ہیں وہ بھی زیادہ تر ناظرۃ قرآن اور حفظ قرآن کی تعلیم تک محدود رہتے ہیں۔ مزید برآں بڑے بڑے دارالعلوم اور دینی تعلیمی ادارے جو نصاب تعلیم پڑھا رہے

ہیں اس پر بھی نظر ثانی کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی ہے۔ جب کہ دوسری طرف تعلیمی، طبی، سماجی اور معاشرتی اداروں کی ضرورت میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے۔ تاہم افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اب مسلمان زعماء علمائے کرام اور مشائخ عظام ان امور پر کم توجہ دیتے ہیں۔

شیخ العالم پیر علاؤالدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے وقت کی اس اہم ضرورت کو محسوس کیا۔ نیز وہ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ تھے کہ مسلمانوں کے خانقاہی نظام کو کس طرح ازسرِ نو فعال اور مؤثر بنایا جاسکتا ہے۔ وہ اس عالمی حقیقت سے بھی واقف تھے کہ طب، سائنس، ٹیکنالوجی اور دیگر جدید عصری علوم تیزی سے ترقی کرکے انسان کے دکھوں کا مداوا اور انسانی مسائل کا حل تلاش کررہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے خانقاہی نظام کی گرتی ہوئی ساکھ کو بحال کرنے، اس نظام کو فعال اور مؤثر بنانے اور اس نظام کی افادیت ثابت کرنے کے لیے کئی جدید منصوبے شروع کیے۔ جن میں سے چند بڑے بڑے منصوبے حسب ذیل ہیں۔

۱۔ بچوں اور بچیوں کو دینی اور عصری تعلیم دینے کے لیے انہوں نے آزاد کشمیر، پاکستان، برطانیہ اور دیگر ممالک میں بہت سے تعلیمی ادارے قائم کیے۔ ان اداروں میں مروجہ طریقہ کے برعکس عصری علوم وفنون کی تدریس کو بنیادی معیار بنا کر ان کے نصاب تعلیم میں دینی علوم کا معقول اضافہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ ان کا یہ پختہ عقیدہ تھا کہ ہم طلبہ کو عصری علوم پڑھا کر اور ان کے ساتھ دینی علوم کا اضافہ کرکے نہ صرف دینی علوم و فنون کو زندہ رکھ سکتے ہیں بلکہ ہم تعلیم کو اسلامی سانچے میں بھی ڈھال سکتے ہیں۔ چنانچہ ان کا یہ نظریہ اور تجربہ کامیابی کے مراحل طے کررہا ہے اور ان کے قائم کردہ تعلیمی

اداروں میں ان کے اس فلسفہ پر مبنی نصاب تعلیم پڑھایا جارہا ہے۔

۲۔ مسلمانوں کے پورے نصاب تعلیم کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے اور اس میں اسلامی تعلیمات کا اکسیر داخل کرنے کے لیے "محی الدین اسلامی یونیورسٹی" قائم کی۔ جس کی نصاب کمیٹی کے پہلے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے پیر حضرت علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا کہ "مجوزہ یونیورسٹی میں نیوکلیئر سائنس کے علاوہ تمام علوم وفنون کی تعلیم وتدریس کا اہتمام کی جائے گا۔ جامعہ کے تمام پروگراموں میں اسلام کی تعلیم اس طرح لازمی ہوگی کہ ہر شعبہ میں پڑھائے جانے والے علوم وفنون کے بارے میں اسلامی تعلیمات مسلمانوں کی خدمات اور اس خاص علم وفن میں مسلمانوں کے نظریات اور ایجادات شامل نصاب ہوں گی۔ نیز مجوزہ جامعہ میں عربی زبان لازمی مضمون کے طور پر پڑھائی جائے گی۔ جس کے لیے ہر شعبہ اور کلیہ کی ضروریات کے پیش نظر الگ الگ نصاب ترتیب دیے جائیں گے۔" چنانچہ محی الدین اسلامی یونیورسٹی سرگرم عمل ہے۔ اس میں ہزاروں طلبہ دینی اور عصری علوم کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس عظیم تعلیمی منصوبہ کے ذریعے سے پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف خانقاہی نظام کی عملی روایت کی جلا بخشی بلکہ مسلمان دانشوروں کو یہ راز بھی سمجھایا کہ عصر حاضر کی تعلیمی ضروریات اور تقاضے کیا ہیں؟ جن کی طرف فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ خانقاہی نظام فعال اور مسلمان خوش حال ہوں۔

۳۔ مقابر اور مزارات کے ساتھ نیز محکمہ اوقاف کے زیر اہتمام شفا خانے قائم کیے جاتے تھے جن میں انسانوں اور بعض اوقات جانوروں کی بھی، ہر طرح کی بیماریوں کا

علاج معالجہ کیا جاتا تھا اور وہاں ہر طرح کا عمل جراحت بھی ہوتا تھا۔ ان سماجی قدروں اور سہولیات کی اپنی ایک تاریخ ہے۔ تاہم انگریزی طریقہ علاج کے عام ہونے کے بعد سے معاشرے سے شفا خانے ختم کردیے گئے اور یوں مشرق طب بھی زوال پذیر ہو رہی تھی۔ پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ایک طرف ان تاریخی حقائق سے بخوبی واقف تھے اور دوسری جانب وہ یہ ادراک بھی رکھتے تھے کہ خانقاہی نظام انسانی احترام، انسانی مساوات اور انسانی خدمت کا ضامن ہوتا ہے۔ اس نظام کی ان سنہری اقدار کو اسی صورت میں بحال کیا جاسکتا ہے۔ جب خانقاہی نظام کو موجودہ طبی نظام سے مربوط کیا جائے، تاکہ انسانوں کی جسمانی اور روحانی بیماریوں کا بیک وقت مداوا کیا جاسکے۔ اس سوچ کو حقیقت کا روپ دینے اور اس خواب کو عملی تعبیر دینے کے لیے انہوں نے میرپور میں پانچ سو بستروں پر مشتمل جدید ہسپتال قائم کیا۔ جو نہ صرف آزاد جموں وکشمیر میں نجی شعبہ میں اپنی نوعیت کا اکلوتا ہسپتال ہے بلکہ وہ طب وجراحت کے طلبہ کو تربیتی سہولتیں بھی فراہم کرتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا منصوبہ ہے جس کی تکمیل سے میرپور اور گردونواح کے عوام کو انتہائی جدید سہولتوں سے مزین ہسپتال میسر آگیا ہے۔ جس میں طلبہ کی تربیت اور مریضوں کے علاج معالجہ کی عمدہ سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ اس ہسپتال کے قیام سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہی نظام کو یہ حقیقت باور کرائی ہے کہ اگر اس روحانی نظام کا احیاء کرنا ہے اور اس کی ہچکولے کھاتی ہوئی مقبولیت کی کشتی کو پار لگانا ہے تو اس نظام میں نئی روح پھونکنے کی ضرورت ہے۔ لہٰذا نئے طبی اور جدید تعلیمی ادارے قائم کرکے ہی یہ منزل حاصل کی جاسکتی ہے۔

علاوہ ازیں نیریاں شریف کے قریبی علاقے تراڑکھل میں بھی ایک جدید ہسپتال تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ اپنے علاقے کے عوام کے بہتر علاج معالجے کے لیے اس ہسپتال کا قیام یقیناً ایک لازوال کارنامہ ہے۔

۴۔ خانقاہی نظام کی تابندہ روایات کو جلا بخشنے کے لیے حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور ایسا کارنامہ سرانجام دیا جو تاریخ میں ہمیشہ سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔ اس بلند پایہ منصوبہ کا پس منظر یہ ہے کہ خانقاہی نظام اسلام کی دعوت وتبلیغ کا ایک مؤثر ذریعہ رہا ہے کیونکہ تمام مقابر اور مزارات سے ہمیشہ نہ صرف قال اللہ اور قال الرسول کے نعرے بلند ہوتے تھے بلکہ انہیں درباروں سے حلت وحرمت کے فتوے بھی جاری ہوتے تھے اور انہیں آستانوں کے شیوخ مسلمانوں کو دین و حکمت کی تعلیم دیتے تھے۔

تاہم اب خانقاہوں کا یہ وصف کمزور ہو گیا تھا اور بہت سے آستانوں سے وابستہ افراد نہ صرف اپنی اس ذمہ داری سے غافل ہو گئے تھے بلکہ بعض مزارات کے افراد غیر شرعی امور میں بھی مبتلاء ہو گئے تھے۔ جب کہ مسلم معاشرے کو دعوت وتبلیغ کی اشد ضرورت ہے۔ تا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ادارے کو معاشرے میں فعال، مؤثر اور کارگر بنایا جا سکے۔ مزید برآں اسلوب تبلیغ میں بھی تبدیلی لانے کی شدید ضرورت ہے۔ چنانچہ حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے معاشرے کی نبض کے ساتھ اس مرض کی عمدہ طریقہ سے تشخیص اور عصری تقاضوں کے مطابق اس کا علاج فراہم کیا۔

مسلم معاشرے کی اصلاح، دینی تعلیمات کے فروغ، مسلمانوں کو دینی پیغام پہنچے،

ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ، خانقاہی نظام کے احیاء، اسلامی تحریکوں کو پشت پناہی، نیز اسلامی تہذیب وثقافت کے فروغ کے لے انہوں نے چند سال پہلے ایک ٹی وی چینل کا آغاز کیا۔ چنانچہ ان کا قائم کردہ النور چینل پوری لگن سے اسلام کا پیغام پھیلا رہا ہے۔ یہ چینل صرف اسلامی اور دینی پروگرام نشر کرتا ہے کیونکہ یہ چینل صرف دینی پروگراموں ہی کے لیے وقف ہے۔ یہ چینل نہ صرف بہت سے ممالک میں دیکھا جاتا ہے بلکہ مسلم ممالک اور مسلم معاشروں میں بہت مقبول بھی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق یہ چینل دنیا کے ساٹھ ستر ممالک میں دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ چینل قائم کر کے حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کا عملی طور پر اعتراف کیا کہ جدید ٹیکنالوجی مؤثر ترین ذریعہ ابلاغ ہے۔ جسے اسلامی پیغام کو عام کرنے کے لیے استعمال کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس لیے عصر حاضر کا خانقاہی نظام جدید ذرائع ابلاغ سے استفادہ کر کے ہی تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کر سکتا ہے۔ نیز ''النور چینل'' کے قیام اور اس کے مؤثر استعمال سے مسلمانوں کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ٹی وی جیسے بدنام ادارے کو نہ صرف مسلمان بنایا جا سکتا ہے بلکہ اسے پیغام رسانی کے مؤثر ترین ذریعے کے طور پر تبلیغ دین کے لیے بروئے کار بھی لایا جا سکتا ہے۔ اگرچہ ''نور چینل'' کو مزید مفید اور مؤثر بنانے کی ضرورت ہے تاہم یہ ایک عمدہ آغاز اور ایک صدقہ جاریہ ہے جو سدا فیض پہنچاتا اور مسلمانوں کو مستفیض کرتا ہے گا۔

۵۔ خانقاہی نظام میں خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی ارفع و اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ کیونکہ اسلام کا پورا تانا بانا اور مکمل تارو پود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی صفات سے ہی وابستہ ہے۔ نماز وہی ہے جو سید المرسلین نے ادا کی، جہاد وہی جو

اس مجاہد اعظم سے منقول ہے نیز حج وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ادا کر کے مسلمانوں کو دکھایا۔ جب کہ اس دینی اور شرعی مرتبہ کے ساتھ ساتھ خانقاہی نظام میں سید الناس ﷺ کو بعد از خدا بزرگ توئی کا یکتا اور منفرد منصب و مرتبہ حاصل ہے کیونکہ نظام تصوف میں سالک ان مقاماتِ سلوک سے گزر کر کامیابی کی منازل طے کرسکتا ہے۔ فنافی الشیخ، فنافی الرسول اور فنافی اللہ ان تینوں منازل سے فنافی الرسول کو انتہائی اہمیت حاصل ہے۔ کیونکہ نظام تصوف کا شیخ وہی شخص ہوسکتا ہے جو حقیقی طور پر اتباع رسول کرتا ہو۔ عمل رسول سے انحراف یا اُسوہ حسنہ سے روگردانی کرنے والا کوئی فرد شیخ کے منصب پر فائز نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح حضور نبی مکرم ﷺ کی مکمل اطاعت اور اتباع کیے بغیر کوئی انسان تصوف کی انتہائی منزل، فنافی اللہ کا مرتبہ پانے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے خانقاہی نظام میں تاجدار انبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو "واسطة العقد" یا بنیادی عنصر کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ رسالت مآب ﷺ کے اس منصب کا تقاضا ہے کہ ہر سالک ان کی مکمل اتباع کرے۔ انہیں اپنا اسوہ اور قدوہ بنائے اور ان کی تمام سنتوں پر من وعن عمل کرے۔ انہیں دنیا کی تمام اشیاء نیز اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھے۔ انہیں دنیا کی تمام اشیاء نیز اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھے۔ انہیں دنیا کی معزز ترین ہستی تسلیم کرے اور ان کی عزت و ناموس پر مٹنے اور فدا ہونے کے لیے تیار رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کے خانقاہی نظام میں تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے لیے مر مٹنا، انسانیت کی معراج اور انسان کی کامرانی کی بلند ترین علامت تسلیم کیا جاتا ہے۔

جب پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ برطانیہ میں مقیم تھے تو انہیں یہ ادراک ہوا کہ

غیر مسلم دانشور نہ صرف رسول اللہ ﷺ کی ذات ستودہ صفات کے بارے میں بہت سی غلط فہمیوں کا شکار ہیں بلکہ انہیں اپنے راستے کا پتھر سمجھ کر ان کی شخصیت کو داغدار کر دینا چاہتے ہیں تا کہ وہ مسلمانوں کے ذہنوں میں شکوک وشبہات پیدا کر کے انہیں اسلام سے دور کر دیں۔ کیونکہ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد غیر مسلم اسلام کی قوت سے خائف رہتے ہیں۔ انہیں نہ صرف اسلام فوبیا ہوگیا بلکہ وہ ذاتِ رسالت مآب ﷺ کی پاکیزہ شخصیت پر ہر طرح کے رکیک حملے بھی کرتے رہتے ہیں۔ جس کی تازہ کڑی خاکوں کی تحریک ہے۔ ان تمام حالات کے پس منظر میں خانقاہی نظام کو عصمت رسول ﷺ کے محافظ کے طور پر بروئے کار لانے کے لیے پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اس طرف متوجہ ہوئے اور تحفظ ناموس رسالت ﷺ کا بیڑا اٹھایا۔

برطانیہ میں سکونت اختیار کرنے کے بعد آپ نے سب سے پہلا کام یہ کیا ہے کہ عید میلاد النبی ﷺ منانے کا اہتمام کیا۔ چنانچہ برطانیہ میں عید میلاد النبی ﷺ کا سب سے بڑا اجتماع اسٹسن پارک برمنگھم میں ہر سال منعقد ہوتا ہے جس میں ہر سال پچاس ہزار سے زائد عاشقان رسول ﷺ شریک ہو کر اپنے آقا کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرتے اور اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ عید میلاد النبی ﷺ کی جن تقریبات کا آغاز پیر علاؤ الدین صدیقی نے کیا تھا وہ تقریبات ہر سال منعقد کی جاتی ہیں اور ہر سال عشاق رسول ﷺ کی تعداد، ان کی قربانی اور جان نثاری میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ یہ روح پرور اجتماع ۱۴۳۸ھ کے ربیع الاوّل میں بھی پوری شان وشوکت سے منعقد ہوا تھا اور ان شاء اللہ آئندہ بھی ترقی کرتا رہے گا۔ جس کا سہرا ان بزرگوں کے سر رہے گا۔

جب یورپ میں توہین رسالت ﷺ کے واقعات عام ہونے لگے تو پیر علاؤ الدین صدیقی ؒ نے عید میلاد النبی ﷺ کو تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے نام سے منسوب کر دیا اور اپنی تمام توانائی اور قوت اس مقدس کام کے لیے وقف کر دی۔ اس میں تمام معروف مذاہب کے نمائندوں کو دعوت دی جاتی تا کہ انہیں یہ امر باور کرایا جاسکے کہ مسلمانوں کو دوسرے مذاہب کے ساتھ کوئی عداوت نہیں ہے۔ اسلام امن کا پیغام دیتا ہے۔ مسلمان ایک امن پسند ملت ہیں۔ نیز ان کے ہاں تمام انبیاء و رسل محترم اور لائق تعظیم ہیں۔ لہٰذا سب مذاہب کا فریضہ ہے کہ وہ ناموس رسالت ﷺ کا تحفظ کریں۔

پیر علاؤ الدین صدیقی ؒ نے ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لیے تحریک تحفظ ناموس رسالت ﷺ کی بنیاد رکھی جس میں مسلمانوں کے تمام مسالک کے رہنما شریک ہوتے اور ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کا پختہ عہد کرتے تھے۔ دوسری جانب پیر صاحب نے انسانی حقوق کی عالمی تنظیموں اور اداروں سے رابطہ قائم کر کے انہیں باور کرایا کہ دنیا میں امن اسی وقت قائم ہو سکتا ہے جب تمام انسان ایک دوسرے کا احترام کریں۔ تمام مذاہب کے مقدسات کی تکریم کریں نیز تمام مذاہب کے بانیوں اور نامور شخصیات کو محترم تسلیم کیا جائے۔ اس طرح انہوں نے نہ صرف تحفظ ناموس رسالت ﷺ کا علم بلند کیا جو خانقاہی نظام کا خاصہ ہے بلکہ انہوں نے انسانوں کو پُر امن بقائے باہمی کا درس بھی دیا۔ نیز انہوں نے اس نظریہ کو تقویت بخشی کہ اسلام امن و سلامتی کا دین ہے۔ وہ انسانوں کو محبت و احترام کی ایک لڑی میں پرو کر اس کائنات کو پُر امن بنانے کا داعی اور علمبردار ہے۔

۶۔ مسلمانوں کے خانقاہی نظام کی یہ خوبی بھی نمایاں رہی ہے کہ مشائخ عظام اور اصفیائے کرام تصوف و سلوک کے میدان میں شاہکار تصانیف ترتیب دیتے رہے ہیں۔ اس طرح تصوف کے موضوع پر نظم و نثر میں کتب کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ نیز ان کتب سے ہر دور میں استفادہ کیا جاتا رہا ہے۔ مزید برآں اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف کتب تصوف مقبول ہوئیں اور دینی نصاب کا حصہ بنتی رہی ہیں۔ احیاء علوم الدین، کتاب اللمع، کیمیائے سعادت، کشف المحجوب، مثنوی معنوی، فؤاد الفوائد اور مکتوبات امام ربانی چند ایسی کتب تصوف ہیں، جن کا مختلف ادوار میں درس دیا جاتا رہا ہے۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ روایت کمزور پڑ گئی ہے اور آج شاذ و نادر ہی ایسی کتب تصوف ہیں جن کا درس دیا جاتا ہے۔ یا وہ تعلیمی نصاب کا حصہ ہیں بلکہ نئی نسل تو ان عظیم کتابوں کے ناموں اور مضامین سے بھی نابلد ہے۔

برصغیر میں فارسی سرکاری زبان رہی ہے۔ نیز فارسی زبان میں کثرت سے کتب تصوف اور کتبِ پند و نصائح تحریر کی گئی ہیں۔ ان کتب فارسی میں مولانا جلال الدین رومی ؒ کی عالمی شہرت کی حامل کتاب ''مثنوی'' کو خاص مقام حاصل ہے۔ عوامی حلقوں میں یہ کتاب ''مثنوی مولانا روم'' کے نام سے معروف ہے۔ اس کی کئی جلدیں ہیں۔ کتاب کی فارسی زبان نہ صرف ٹکسالی اور عام فہم ہے بلکہ اس کے اشعار میں بیان کردہ معانی و مفاہیم، تماثیل، قصص، تشبیہات، استعارے اور روزمرے بھی حکمت و دانائی کا خزانہ ہیں۔ مثنوی مولانا روم کا قاری اس کے سحر میں گم ہو جاتا ہے اور اس کا سامع بھی اس سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ سب سے بڑھ کر اہل فکر و دانش اس مثنوی کو تصوف کی تعلیمات کی بنیادی کتاب قرار دیتے ہیں۔ اس لیے مثنوی مولانا روم کا

مشائخ عظام خانقاہوں اور مساجد میں عوام کو درس بھی دیتے رہے ہیں اور یہ نصیحت آموز کتاب دینی مدارس کے نصاب کا حصہ بھی رہی ہے۔ نیز فارسی ادب کے اس شعری شاہکار کے اردو، ترکی، انگریزی، جرمن، روسی اور دیگر عالمی زبانوں میں تراجم بھی ہو چکے ہیں۔

مسلمانوں میں فارسی دانی اور تصوف کی تعلیم کی روایت کمزور پڑتی جارہی ہے۔ اس لیے مثنوی مولانا روم اب عمومی طور پر نہ تو دینی مدارس کے نصاب کا حصّہ ہے، اور نہ ہی اس کے عوامی وروس کا اہتمام کیا جاتا ہے حالانکہ یہ کتاب ہمیشہ سے خانقاہی نظام کے زعماء کی آنکھوں کا تارا رہی ہے۔ حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی کی اس اہمیت اور حیثیت سے بخوبی آگاہ تھے۔ نیز وہ اس کتاب کی اثر آفرینی سے بھی پوری طرح سے واقف ہے۔ اس لیے انہوں نے مثنوی کے دروس جاری کیے۔ وہ نہ صرف اپنے مریدوں کے خصوصی اجتماعات میں مثنوی کا درس دیا کرتے تھے بلکہ وہ مساجد میں بھی ان دروس کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ مزید برآں نور چینل اور اے آر وائی ٹی وی پر بھی وہ مثنوی مولانا روم کے دروس پیش کیا کرتے تھے جن سے مسلمان خوب استفادہ کرتے تھے۔

پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا درس مثنوی پیش کرنے کا اپنا منفرد اسلوب تھا۔ وہ مثنوی کے اشعار اپنی سریلی آواز میں ترنم سے پڑھتے تھے۔ اپنے پسندیدہ اشعار کو ترنم سے دہراتے تھے۔ بعد ازاں ان اشعار میں مذکور نادر اور مشکل الفاظ کے لغوی اور اصطلاحی معانی و مفاہیم واضح کرتے۔ اشعار کی سلیس اردو میں ترجمہ کر کے ان کی انتہائی مؤثر انداز میں تشریح فرماتے تھے۔ جب کہ موضوع کے اختتام پر وہ تصوف و

سلوک اور روحانیت کے معانی و مطالب پر مبنی نکات اس پُرسوز اور دردمندانہ اسلوب میں بیان کرتے کہ سامعین پر نہ صرف تمام نکات واضح ہو جاتے بلکہ ان کا دامن اور ذہن تصوف کی تعلیمات سے مالا مال ہو جاتا تھا۔ اس طرح حضرت پیر صاحب نے خانقاہی نظام کی اس تابندہ روایت کا احیاء کیا۔ یہ ان کا اہم کارنامہ ہے جسے جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔

۷۔ مشائخ کرام اپنے مریدوں اور عام مسلمانوں کی دینی تعلیم و تربیت کا اہتمام اس طرح کرتے تھے کہ وہ اس مقصد کے حصول کے لیے اوراد و وظائف پڑھنے کے لیے حلقات، مجالس اور اجتماعات کا اہتمام کرتے رہے ہیں۔ اس حقیقت سے سبھی مسلمان آگاہ ہیں کہ خانقاہی نظام سے وابستہ تمام سلاسل تصوف کے اپنے اپنے مقررہ اوراد و وظائف ہوتے ہیں۔ جو ان سلاسل کے بانیوں اور مشائخ نے ترتیب دیے ہوتے ہیں۔ جن مشائخ کرام نے یہ اوراد و وظائف ترتیب دیے ہیں انہوں نے ان کے پڑھنے کے اصول بھی متعین کر رکھے ہیں۔ بعض سلاسل میں یہ وظائف بآواز بلند پڑھے جاتے ہیں، جبکہ بعض سلاسل میں یہ وظائف ذکر خفی کے طور پر مکمل کیے جاتے ہیں۔ ان اوراد و وظائف کے پڑھنے اور ان کے پڑھنے میں مداومت اختیار کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مریدین کا تزکیہ ہو، ان کا باطن پاک ہو جائے، ان کے قلوب کی آلائشیں دور ہو جائیں اور ان کے اذہان و قلوب ذکر اللہ کے عادی بن جائیں۔

خانقاہی نظام کی اس دیرینہ روایت کو پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے جاری رکھا۔ وہ اپنے سلسلہ تصوف کے اوراد و وظائف کی پابندی کرانے کے لیے جگہ جگہ اپنے

مریدوں کے اجتماعات منعقد کرتے تھے۔ ان میں خود بھی مقررہ اوراد و وظائف پڑھتے تھے اور تادیر مریدوں کو بھی یہ وظائف پڑھنے میں مصروف رکھتے تھے۔ ان اوراد و وظائف کی تکمیل کے بعد اجتماعی دعا ہوتی تھی، جوان روحانی محافل کا حاصل اور مدعا ہوتی تھی۔ دعا کے بعد لنگر کی تقسیم پر یہ نورانی محافل اختتام پذیر ہوتیں تاہم یہ محافل شرکاء کے اذہان و قلوب پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہیں۔ نیز یہ محافل تربیت تصوف کی عمدہ مثال ہوتی تھیں اور شرکاء محفل کو سکون و طمانیت کی دولت عطا کرتی ہیں۔ علاوہ ازیں وہ اپنے سلسلہ سے منسلک احباب کی ملاقات کا بھی اہم ذریعہ ہوتی ہیں۔

مذکور بالا سطور میں ہم نے خانقاہی نظام کی چند درخشندہ روایات بیان کی ہیں۔ نیز ان روایات کے تسلسل کو برقرار رکھنے اور انہیں ترقی دینے کے لیے حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی بعض خدمات بھی واضح کی گئی ہیں تاکہ ہم نہ صرف ان کے کارناموں کو یاد رکھیں بلکہ ان کے شروع کردہ منصوبوں اور پروگراموں کو جاری رکھیں نیز انہیں مزید ترقی دیں کیونکہ انہیں خراج عقیدت پیش کرنے کا یہی بہترین طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر رہے اور ہمیں دین حنیف کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور خانقاہی نظام کے فیوض و برکات میں اضافہ فرمائے۔

☆☆☆☆☆

فضیلۃ الشیخ حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی (رحمۃ اللہ علیہ)

تحریر: (محمد امداد حسین پیزادہ)
(بانی و پرنسپل جامعہ الکرم برطانیہ)

حضرت العلام پیر طریقت رہبر شریعت شیخ محمد علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ایک ہمہ جہت ایک پرکشش اور پرعزم شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے قوم کے سامنے کئی عظیم منصوبے پیش کیے اور تھوڑے ہی عرصے بعد ان منصوبوں کی عظیم الشان عمارتیں دعوت نظارہ دینے لگیں۔ ان عظیم منصوبوں میں محی الدین اسلامی یونیورسٹی نیریاں شریف میڈیکل کالج میرپور آزاد کشمیر اور نور ٹی وی برطانیہ ہیں۔ یہ تینوں منصوبے نا صرف یہ کہ آج زمین پر موجود ہیں بلکہ جس طرح ان کا بنانے والا حسن و جمال کا پیکر تھا۔ اسی طرح ان کے منصوبوں کی عظمت و شان بھی اپنی مثال آپ ہے۔

پاکستان میں اسلامی خدمات کا سلسلہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے باپ دادا سے شروع تھا۔ آپ نے نا صرف پاکستان میں اس سلسلہ کو چار چاند لگائے بلکہ نور ٹی وی کے ذریعہ ایک ہی وقت میں پوری دنیا کے لاکھوں گھروں میں پردۂ سکرین پر جلوہ گر ہو کر اسلام کا نور پھیلانے میں سرگرم ہو گئے۔

جب آپ مثنوی شریف کا درس دیتے تھے تو بڑے بڑے صوفی اور دانش ور انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔ اور ایسا لگتا تھا کہ جب حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف پڑھتے اور لکھتے تھے تو حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی روح بھی کہیں آس پاس کلامِ شاعر بزبانِ شاعر سنتی تھی۔

روحانیت کا موٹروے:

حضرت پیر غلام محی الدین رحمتہ اللہ علیہ نے جب نیریاں شریف سے مدینہ منورہ تک روحانیت کی روڈ بنائی تو اعلان کیا کہ لوگوں آؤ کہ!

''جس نے مدینے جانا کرلو تیار آں''

مگر یہ آواز ڈائیریکٹ نہیں جاسکتی تھی۔ اگر کمرے میں بیٹھے ہیں تو دیواریں رکاوٹ ہیں آواز دوسرے کمرے میں نہیں جاتی۔ اگر شہر میں ہیں تو آواز دوسرے شہر نہیں جاتی جب حضرت پیر غلام محی الدین رحمتہ اللہ علیہ نے روحانی روڈ یعنی روحانیت کی روڈ بنائی تو آواز پہنچاتے میں رکاوٹیں تھیں اس لیے قافلہ محدود تھا۔ مگر جب باری آئی حضرت شیخ العالم علیہ الرحمتہ کی تو انھوں نے ٹی وی کے ذریعے اس روڈ کو روحانیت کا موٹروے بنادیا۔ اب جب نور ٹی وی سے روحانیت کی صدا بلند ہوتی ہے نا کوئی دیوار رکاوٹ بنتی ہے نا کوئی پہاڑ روکاوٹ بنتا ہے۔ مگر بس ادھر سے مثنوی شریف کا درس ہوتا ہے۔ ادھر بند دروازوں سے گزر کر ہر گھر کے اندر پہنچ جاتا ہے۔

حضرت پیر غلام محی الدین علیہ الرحمتہ اللہ نے نیریاں شریف سے مدینہ منورہ تک روحانیت کی روڈ بنائی۔ جس کو حضور شیخ العالم علیہ الرحمتہ اللہ نے موٹروے بنادیا۔ مگر یاد رہے کہ مدینہ منورہ میں روحانیت کی کوئی ایک روڈ یا ایک موٹروے نہیں جاتا بلکہ وہاں بے شمار rods and motor ways جاتے ہیں۔ کوئی نقشبندی روڈ کوئی قادری موٹروے کوئی چشتی، کوئی سہروردی، شاذلی، رفاعی اور تیجانی وغیرہ بے شمار روحانی روڈز اور موٹرویز جاتے ہیں۔

حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی علیہ الرحمتہ اللہ کا وصال:

شرح صحیح بخاری کے حوالے سے فقیر (محمد امداد حسین پیرزادہ) حدیث نمبر: ۲۲۶۱ میں شرح جامعہ الکرم برطانیہ میں لکھی۔ حدیث کی شرح میں شارحین کی آراء مختلف ہیں۔ اس لیے اس پر نظر ثانی کا سلسلہ جاری تھا کہ اچانک تین فروری دو ہزار سترہ **3-2-2017** بروز جمعہ ٹی وی پر خبر آئی کہ محی الدین اسلامی یونیورسٹی نیریاں شریف کے چانسلر میڈیکل کالج میر پور آزاد کشمیر پاکستان کے پرنسپل، دربارِ عالیہ نیریاں شریف کے سجادہ نشین، نور ٹی وی برطانیہ کے بانی و چیئرمین، عالم اسلام نے نامور شیخ طریقت رہبرِ شریعت اور اس فقیر کے بہت ہی کرم فرما حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی الرحمتہ اللہ علیہ کا نمازِ جمعہ سے پہلے برمنگم ہسپتال میں انتقال ہوگیا۔

چنانچہ نماز جمعہ کے بعد فقیر برمنگم روانہ ہوگیا اور محفل تعزیت میں شرکت کی دوسرے دن چار فری کو آسٹن پارک برمنگم میں اِن کا جنازہ ہوا۔ جس میں پچیس، تیس ہزار علماء و مشائخ اور عوام نے شرکت کی۔ اور یہ جنازہ برمنگم کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔ پھر فقیر ان کی میت کے ساتھ پاکستان گیا اور پانچ فروری کو نیریاں شریف کے برفانی اور سرد پہاڑوں میں چار لاکھ افراد نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی دوران سفر جب کبھی تنہائی میسّر آتی تو اس حدیث کی شرح میں غور و فکر کرتا رہا اور تدفین کے دوسرے دن ان کی قبر مبارک کے پاس بیٹھ کر اس حدیث پر نظر ثانی مکمل کی۔

قبر مبارک کے اردگرد قرآن مجید پڑھا جارہا تھا مگر فقیر نے فاتحہ کی تلاوت کے ساتھ اس حدیث کی شرح لکھنے کا ثواب بھی پیش کیا یہ تحریر اس حدیث کی شرح کے ساتھ امواد بخاری جلد چہارم کا ہمیشہ حصہ رہے گی۔ اور قیامت تک پڑھی جاتی رہے گی۔ انشاء اللہ! اللہ تعالیٰ حضرت شیخ العالم الرحمتہ اللہ علیہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ (آمین)

پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مستعار کے چند اوراق

علامہ محمد ریاض احمد صمدانی (برطانیہ)

جنت نظیر کشمیر کی حسین وجمیل وادی نیریاں شریف کے اُفق سے علم وعرفان کا ایک آفتابِ عالم تاب، محمد علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے نامِ نامی اسم گرامی سے طلوع ہوا جس نے اپنی خداداد علمی وروحانی صلاحیتوں سے صرف کشمیر ہی نہیں بلکہ اطراف عالم کے اہل ایمان کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عرفان کی تابانیاں بکھیریں۔

آپ آزاد کشمیر کے شہرہ آفاق، روحانی مرکز نیریاں شریف کے مؤسس اوّل قدوۃ المشائخ حضرت خواجہ پیر غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے کاشانۂ ولایت میں ۱۹۳۸ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی دینی تعلیم نیریاں شریف کے مکتب ومدرسہ میں پائی۔ پھر اعلیٰ اسلامی علوم، قرآن وسنت، تفسیر واصول تفسیر، حدیث واصول حدیث، فقہ و اصول فقہ اور جملہ فنونِ عربیہ کی تحصیل وقت کے مشہور ومعروف علمی وروحانی مراکز و مدارس دینیہ سے کی۔ جن میں سے جامعہ رحمانیہ، ہری پور ہزارہ، جامعہ حقائق العلوم، حضرو، جامعہ نعیمیہ لاہور، جامعہ رضویہ فیصل آباد جامعہ غوثیہ وزیر آباد قابل ذکر ہیں۔

مذکورہ مدارس میں اس وقت جن اساتذہ کرام کا آپ کا شرف تلمذ حاصل ہے ان میں حضرت مولانا فضل الرحمٰن، حضرت مولانا حافظ محمد یوسف، حضرت مولانا قاضی

غلام محمود ہزاروی، حضرت مولانا ہدایت الحق، حضرت مولانا حافظ احسان الحق، حضرت مولانا مفتی محمد حسین نعیمی، محدث اعظم حضرت مولانا سردار احمد، شیخ القرآن حضرت مولانا محمد عبد الغفور ہزاروی اور استاذ العلماء مولانا محبّ النبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم ایسے جیّد علماء نابغۂ روزگار، تجربہ کار اساتذہ اور ائمہ علم وفن بہت مشہور ومعروف ہیں۔

مرشدِ کامل نے اپنے اس حقیقی وروحانی فرزند ارجمند کی اپنے خصوصی لطف وکرم کے حصار میں تربیت فرمائی۔ طالب علمی کا دور بڑا نازک دور ہوتا ہے۔ بعض مادی قوتیں علم دین کے طالب کو راہِ حق سے برگشتہ کرنے کے لیے پوری طاقت صرف کرتی ہیں۔ بنا بریں مرشدِ حق نے اسی دور میں آپ کو بیعت فرما کر ربّ ذوالجلال کی حفاظت وکفالت کے حوالے کر دیا۔

علم کی تحصیل جب تکمیل کے قریب ہوتی ہے تو پھر یہ نادیدہ قوتیں علمی وفکری تفوق وتکبر کے ہتھیار سے علم دین کے فاضل کو گھائل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اگر اس وقت ربّ العالمین کا خصوصی کرم کسی مردِ حق آگاہ کی صورت میں دستگیر نہ ہو تو بڑے بڑے مفکر، فقیہ اور فلسفی ومنطقی، ذلت ونکبت کی دلدل میں پھنس کر مارے جاتے ہیں۔ لہٰذا عین اس علمی وفکری شباب کے دور میں مرشدِ کامل حضرت خواجہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دوبارہ اپنی بیعت کے توسط سے اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت کے پہرے میں دے دیا۔

تحصیل علم کے ان کٹھن مراحل کو طے کرنے کے بعد کہیں جا کر اس خداداد علم کی روشنی سے جہالت کی تاریکیوں کو کافور کرنے کا مرحلہ آتا ہے۔ دراصل یہی تو وہ حصول علم دین کا مقصود ومطلوب ہے۔ جس میں پہلے خود علم پر عمل اور پھر اس علم وعمل اور اخلاص

وللّٰہیت کے فیضان سے امت مسلمہ کو غفلت و بے عملی کی نیند سے بیدار کرنے اور دولت ایمان واسلام سے محروم افراد کو معبود برحق پر ایمان کی دولت سے مالا مال کرنے کا مرحلہ آتا ہے۔

حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۶۰ء میں تحصیل علوم دینیہ سے فراغت پائی۔ طریقت وتصوف کے راہی کے لیے جذب وسلوک کی روحانی منازل طے کرنا شریعت مصطفوی ﷺ کی راہنمائی کے بغیر ناممکن ہے۔ اس لیے مرشدِ کامل نے جب آپ کو قرآن وسنت کے علوم سے بہرہ یاب پایا تو تیسری بار بیعت کے ذریعہ عہدِ سابق کو تازہ فرمایا اور دین اسلام کی دعوت واشاعت کی ذمّہ داری سونپتے ہوئے جملہ سلاسلِ روحانیت وطریقت کی نیابت وخلافت سے نوازا۔

علماء مشائخ دیں، دراصل ارشاد نبوی ﷺ اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ کے صحیح مصداق ہوتے ہیں۔ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ گواہ ہے کہ علماء ومشائخ نے اپنے اس فرضِ منصبی کا حق ادا کیا اور دین اسلام کی روشنی سے اطراف عالم کو روشن کیا۔ اس کا پیغام حق گھر گھر، قریہ قریہ، نگر نگر اور شہر شہر، بلا امتیازِ رنگ ونسل اور ملک وقوم اطراف عالم میں ہر جگہ پہنچایا اور اس کی خاطر اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ صرف کر دیا۔ مرشد کامل حضرت خواجہ پیر غلام محی الدین غزنوی قدس سرہ العزیز کا بھی یہی نصب العین تھا۔ لہٰذا انہوں نے اپنے خلفِ رشید کو دینِ اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لیے ملک و بیرونِ ملک دعوتی واصلاحی دوروں کی اہم ذمہ داری سونپی اور اس بیدار بخت فرزند ارجمند نے اس ذمّہ داری کو خوب نبھایا۔ حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً پندرہ برس تک مرشد کریم کی براہِ راست سرپرستی میں آزاد کشمیر و پاکستان کے طول وعرض

میں دینِ اسلام کی تبلیغ واشاعت مواعظ وخطابات اور حلقہ ہائے ذکر وفکر کے ذریعہ عوام کی اصلاح فرمائی اور لوگوں کے فکر ونظر اور قلب وروح کو شریعت وطریقت کے انوار سے تابندگی وتازگی بخشی۔

اسی دورانیہ میں آپ نے مرشد کریم کے ارشاد کی تعمیل میں بیرون ملک عرب امارات اور یورپ کے متعدد بار تبلیغی ودعوتی سفر کیے۔ برطانیہ میں برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کی کثیر تعداد حصول معاش کی خاطر قیام پذیر ہے جن کو دین اسلام کی روحانی وایمانی اقدار پر ثبات وپیوستگی کے لیے مبلغین اسلام کی اشد ضرورت ہمیشہ ہی رہی ہے۔ اِن مقاصد کی تکمیل کے لیے آپ کو ۱۹۶۹ء میں مرشدِ کامل حضرت خواجہ پیر غلام محی الدین غزنوی قدس سرہٗ کے دامن کرم سے وابستہ اَحباب کی التماس پر اُن کی دینی واخلاقی تربیت واصلاح کے لیے زیادہ وقت دینا پڑا۔

۱۹۷۵ء کے اوائل میں آپ اپنے والد ومرشد کریم حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی علالت کے باعث برطانیہ سے واپس آئے۔ اسی سال ۲۸ ربیع الاوّل ۱۳۹۵ھ / ۱۱۔ اپریل ۱۹۷۵ء بروز جمعۃ المبارک تہتر برس کی عمر میں مرشد کریم پیر غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو تمام صاحبزادگان وخانوادۂ حضرت خواجۂ غزنوی اور آپ کے تمام خلفاء اور جملہ مشائخ وعلمائے کرام نے بالاتفاق قبلہ پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے عظیم والد ومرشد کامل کا جانشین قرار دیا۔

اس اہم منصب کی گراں قدر ذمّہ داریوں کو جس حسن وخوبی کے ساتھ آپ چالیس برس تک ادا کرتے رہے اس کا ایک زمانہ معترف ہے۔ آپ نے مرکز علم وعرفان نیریاں شریف کے دینی وایمانی، اسلامی وعرفانی اور نورانی وروحانی فیضان کو

اندرون وبیرون ملک اور عرب وعجم کے اکثر اسلامی ممالک تک پہنچایا اور پھیلایا۔

اس وقت ملک و بیرون ملک نیریاں شریف کے ستر سے زائد تبلیغی و روحانی مراکز فرزندانِ توحید ورسالت کی روحانی تسکین اوران کے عقائد واعمال کی اصلاح و تطہیر کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ آپ کا قائم کردہ ''محی الدین ٹرسٹ'' ارشاد نبوی ﷺ خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاسَ کے مطابق دکھی انسانیت، ضرورت مندوں، حاجت مندوں اور زلزلہ وسیلاب جیسی ناگہانی آفات ومصائب سے دوچار انسانوں کی بلاامتیاز خدمت کررہا ہے۔

ہمارے ممدوحِ مکرم نے مرکز علم وعرفان نیریاں شریف کے علمی وروحانی فیضان کو دنیا بھر میں پھیلایا۔ محی الدین اسلامی یونیورسٹی نیریاں شریف، محی الدین کالج و سکول اور میر پور میں محی الدین میڈیکل کالج اور محی الدین ہسپتال کے علاوہ ملک بھر میں درجنوں مدارس ومساجد کی تعمیر اور علوم دینیہ وعصریہ کی ترویج واشاعت کے لیے متعدد اداروں کا قیام آپ کے زریں کارنامے ہیں۔

برطانیہ میں محی الدین انٹرنیشنل گرلز کالج برنلے، محی الدین کالج وسکول برمنگھم، جامعہ صدیقیہ محی الدین برمنگھم، جامعہ محی الدین لندن، جامعہ محی الدین اولڈھم اور جامعہ محی الدین سکاٹ لینڈ ایسے متعدد ادارے دینی وعصری علوم کے فروغ کے لیے مصروف عمل ہیں۔

یورپ میں دینِ اسلام کی اشاعت وتبلیغ کے لیے وقت کے تقاضوں کے پیش نظر دینی اقدار کی پاسبانی کی خاطر، ایک اسلامی ٹی وی چینل کا اجراء آپ کا ایک عظیم کارنامہ ہے جس کے ذریعے دین اسلام کی پیغام امن وآشتی دنیا کے ایک سو ستر

ممالک میں پہنچایا جارہا ہے۔

علاوہ ازیں اندروں و بیرون ملک دینی وتبلیغی و اصلاحی اور سیاسی و معاشی تحاریک میں آپ نے قابلِ قدر، قائدانہ خدمات انجام دیں۔ نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ اور ناموسِ انبیاء کے تحفظ کی خاطر قبلہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے موثر اور وقیع انداز میں کام کیا ہے جس کی بنا پر ارباب دین ودانش نے آپ کو اپنا مقتدا و پیشوا مانا ہے۔

خداوندِ علیم وخبیر نے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری حسن وجمال کے ساتھ ساتھ باطنی وروحانی اور علمی وعرفانی کمالات سے بھی نوازا تھا اور شریعت وطریقت اور معرفت وحقیقت کے اَسرار ورموز کا خیر کثیر عطا فرمایا تھا۔ آپ کے خطابات وملفوظات کی سماعت سے عوام وخواص پر ایک عجیب روحانی ووجدانی کیفیت طاری ہوجاتی تھی۔ یوں محسوس ہوتا کہ گویا شریعت وطریقت کے مختلف علوم وفنون پر مشتمل ایک کتاب کھلی ہوئی ہے جس کا ایک ایک لفظ دل ودماغ میں اترتا چلا جارہا ہے اور جس سے ایمان کو تازگی، روح کو راحت وتابندگی اور دل ودماغ کو ایک تازہ ولولہ مل رہا ہے۔

قبلہ پیر صاحب کو قدرت نے موقع ومحل کے مطابق برجستہ وبرمحل، انتہائی معنی خیز، مختصر اور جامع وموثر خطاب کا خوبصورت ملکہ عطا فرمایا تھا جو ارشاد نبوی ﷺ ''خَيْرُ الْكَلَامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ'' سب سے بہترین وہ بات ہے جو مختصر اور معانی ومطالب سے لبریز ہو'' کا آئینہ دار ہوتا تھا اور جس کا لفظ لفظ سامعین کے دل ودماغ میں اترتا چلا جاتا تھا۔ رائے ونڈ میں منعقدہ وتاریخی سنی کانفرنس ۱۹۷۹ء میں آپ کا مختصر خطاب آپ کے حسن خطابت کا بہترین نمونہ ہے جس میں آپ کو صرف پانچ منٹ میں اپنا مافی الضمیر

بیان کرنے کا وقت دیا گیا تھا۔ اتحاد اہل سنت کے موضوع پر قبلہ پیر صاحب کے نہایت مختصر خطاب کے ابتدائی چند جملوں نے ہی لاکھوں پر محیط مجمع کو ہلا کر رکھ دیا۔ جس پر صدر کانفرنس مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا عبد الستار نیازی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دادِ تحسین دیتے ہوئے مزید وقت عنایت فرمایا۔ پاکستان میں آپ کا کسی بڑے اجتماع میں یہ پہلا خطاب تھا جس نے ملک بھر کے عوام وخواص کو آستانہ عالیہ نیریاں شریف کی روحانی عظمتوں، عرفانی رفعتوں اور علمی بلندیوں سے شناسائی بخشی۔ آپ کے اس خطاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ملک کے شہرہ آفاق مجلّہ ضیائے حرم کے اداریے سرِّ دلبراں میں ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے اس خطاب کو سنّی کانفرنس کی رُوح قرار دیا تھا۔

حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے فیضانِ نظر کی کرامت ہے کہ آپ کی ساری اولاد ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً کی مصداق ہے۔ ماشاءاللہ سبھی علوم دینی ودنیوی کے فاضل اور شریعت وطریقت کے پابند ہیں۔ حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو خدائے بزرگ و برتر نے انتہائی پاکیزہ فطرت دو بیٹے اور ایک بیٹی عطا فرمائے ہیں۔ بڑے صاحبزادے محترم صاحبزادہ سلطان العارفین مدظلہ جامعہ الازہر مصر کے فاضل ہیں۔ علوم دینیہ وعصریہ پر عبور رکھتے ہیں۔ دوسرے بیٹے صاحبزادہ نور العارفین بھی دینی مدارس و یونیورسٹیوں سے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ دونوں شہزادے اپنے عظیم والد ماجد کے خزینۂ علم وعرفان کے امین اور ان کے خصائل وشمائلِ صوری ومعنوی کا عکس جمیل ہیں۔

عصر حاضر میں دینی خدمات کے حوالہ سے ایسی شخصیات بہت کم نظر آتی ہیں جو دورِ اوّل کے خانقاہی نظام کی علمبردار ہوں۔ درس وتدریس، وعظ وتبلیغ، حلقہ ہائے ذکر

وفکر، عوام کی ظاہری وباطنی اصلاح، تزکیۂ نفس اور صفائے قلب ونظر جیسی اہم دینی خدمات کے بارگراں کے ساتھ مدارس ومساجد، سکول، کالج اور جامعات ایسے مراکز علم ودانش کا قیام پیر صاحب کے منفرد اور نمایاں اوصاف ہیں۔

حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد و مدرسہ اور خانقاہ کو قیل وقال محمد ﷺ کا امین یوں ہی نہیں کہہ دیا تھا بلکہ مسجد نبوی ﷺ کے دامن میں اربابِ صُفّہ کی روشن وتابناک مثال ان کے پیش نظر تھی جو علم وعمل، فکر ونظر اور دانش عرفانی و برھانی کے پیکر تھے جنہوں نے دنیا کو جہانگیری و جہان بانی کے اسرار و موز، سکھائے۔ اربابِ تصوف دراصل انہی کے علم وعمل اور اخلاص وللّٰہیت کے حقیقی وارث ہیں لیکن آج ان کا وجود خال خال ہی نظر آتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ قبلہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اسلاف کی یاد تازہ کرتے ہوئے نیریاں شریف کی **قیل وقال محمد** ﷺ کا مرکز ومحور بنایا اور اپنی اولاد اور حضرت غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے دامنِ کرم سے وابستہ افراد کو اسی صراط مستقیم پر گامزن رکھا۔

نوٹ: حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے تفصیلی حالات زندگی اور آپ کے ملفوظات، ارشادات اور خطابات کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی کی تالیف ''جمال نقشبند'' اور خلیفہ محمد انیس صدیقی کی مرتبہ ''مفتاح الکنز'' ملاحظہ فرمائیں جس میں تقریباً پچھتر (۷۵) عنوانات پر مشتمل آپ کے ملفوظات وخطابات کو بڑی عقیدت سے جمع کیا گیا ہے۔ آپ کے ارشادات وخطابات کا ایک مجموعہ ''ملفوظات صدیقی'' کے نام سے صاحبزادی قاری حبیب الرحمٰن نے شائع کیا ہے۔

☆☆☆☆☆

حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

دنیائے اسلام کی عظیم روحانی شخصیت

﴿پروفیسر پیر سید مقصود حسین راہی﴾

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے

آفتاب علم وحکمت، مہتاب نور ہدایت، جامع شریعت وطریقت، نباض ملت، سالار کاروان عشق ومستی، چہرہ جس کی محبوبیت کی گواہی دے، نطق وبیان جس کی عظمت پر شاہد ہوں۔ علم وادب کے سوتے جس کے لب ہائے حسین سے یوں نکلیں کہ گویا موتیوں کی لڑی ہو۔ ہاتھ اٹھے تو یوں لگے۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں کار کشا و کار ساز

جو مرد آہن بھی ہو اور شگفتہ ذہن بھی۔ جس کا تن من دھن اجلا بھی ہو اور نظیف ولطیف بھی۔ جس کی نظر اٹھے تو یوں لگے کہ مہ خانۂ وحدت کے دریا سے جام وسبو بھرے جارہے ہیں۔ جس کے چہرے پر نظر پڑے تو اذا رؤوا ذکر اللّٰہ کی حقیقتیں کھلتی چلی جائیں۔ جو خود بہار بداماں بھی ہو اور گل رنگین بھی، در عدن بھی ہو اور لعل یمن بھی۔ جو مقبولِ بارگاہ رسالت مآب ﷺ بھی ہو اور فیض یاب لطائف غوثیت بھی۔ جو ہر روحانی دربار کا پسندیدہ ہو اور چیدہ وحمیدہ بھی، جو تنہا بھی ہو تو انجمن اور انجمن میں ہو تو دُرِّ یکتا۔ جو محافظ دین بھی ہو اور پاسبان ناموسِ رسالت ﷺ بھی۔ جو امطار بہار کرم

بھی ہو اور جلوہ طراز مسجد وحرم بھی۔ جو محبوب بارگاہ صمدیت بھی ہو اور برگزیدہ حسن و جمال احدیت بھی۔ ایسے زُبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین، برھان الواصلین و پیشوائے عارفین وعاشقین کو علاؤ الدین صدیقی نہ کہا جائے تو اسے بلندی آسماں تو بتا کہ کیا کہا جائے۔ جلال الدین عارف رومی کے بقول

پیر کامل صورت ظل الہ
یعنی دید پیر دید کبریا

یعنی پیر کامل سایہ ذات الٰہی کی طرح ہوتا ہے اور مشاہدہ کبریا کی جھلک پیر کامل کے چہرہ پر انوار و پر بہار پر نظر طرازی سے حاصل ہوتی ہے اور یہ بھی کہ

چوں گرفتی پیرہن تسلیم شو
ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر رو

جب پیر کامل میسر آجائے تو اب اس کے ہر حکم کے آگے سر تسلیم خم کرلے بالکل اسی طرح جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کے ماتحت سفر میں کیا تھا۔ کیونکہ پیر کامل بتوفیق الٰہی منزل مشاہدہ پر ہوتا ہے اور جب منزل مشاہدہ پر ہوتا ہے تو اس کی حالت یہ ہوتی ہے

لوح محفوظ است پیش اولیاء
از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

ایسا پیر کامل بظاہر خطا سے اس لیے مبرا ہوتا ہے کہ وہ خدا کی امان میں ہوتا ہے۔ مقام معصومیت انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے اور مقام محفوظیت اولیاء کے ساتھ نسبت رکھتا ہے۔ پابند شریعت ولی، سالک کہلاتا ہے اور سالک بتدریج ترقی کرتا رہتا ہے۔ اسی

مضمون کو حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نظم ''احوال ومقامات'' میں یوں بیان کر کے دل کے دریچے کھول دیے ہیں۔

دل زندہ و بیدار اگر ہو تو بتدریج
بندے کو عطا کرتے ہیں چشم نگراں اور
احوال و مقامات پہ موقوف ہے سب کچھ
ہر لحظہ ہے سالک کا زماں اور مکاں اور
الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
ملاّ کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور
پرواز ہے دونوں کی اسی ایک جہاں میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

اولیاء اللہ کے مراتب بلند ہوتے رہتے ہیں۔اس عالم ناسوت میں رہتے ہوئے کبھی عالم لاہوت، کبھی عالم جبروت اور کبھی عالم ھاھوت اور کبھی عالم ماموت اور کبھی عالم ملکوت سے گزر کر اپنے آپ کو مٹا کر فنا کے مقام سے بھی گزر کر بقاء کی منزل پر متمکن ہوتے ہیں۔پھر اعلان ہوتا ہے کہ ''الا ان اولیاء اللّٰہ لا یموتون بل ینتقلون من دار الی دار '' کہ خبردار اولیائے کرام مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتے ہیں۔ہاں کل نفس ذائقة الموت حق ہے اور ہر ایک کے ساتھ ہونا ہے۔مگر مابعد وہ اپنی اپنی منزلوں میں رخشندہ وتابندہ رہتے ہیں۔جس طرح اولوالعزم رسول مقام اولیٰ رکھتے ہیں اس طرح اولوالعزم اولیائے کرام بھی انبیاء وصحابہ کے بعد دوسروں سے ممتاز و بلند ہوتے ہیں۔ زمانے میں غوث صمدانی، محبوب سبحانی، شیخ

عبدالقادر جیلانی، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی اجمیری، حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی، حضرت پیر شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اس قبیل کے بے شمار اولیائے کرام درویش خدامست بھی تھے اور مجاہد بھی تھے، جنھوں نے اپنے اپنے ادوار میں دہریوں، ظالم بادشاہوں اور گمراہوں کے خلاف زبان وقلم سے جہاد کیا۔حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسے مجاہد اولیائے کرام کے حق میں خوبصورت ہدیہ عقیدت پیش کیا ہے۔

یا وسعت افلاک میں تکبیر مسلسل
یا خاک کے آغوش میں تسبیح و مناجات
وہ مذہب مردان خدا مست و خود آگاہ
یہ مذہب ملاّ و جمادات و نباتات

حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ بھی انہی مردان خدامست وخود آگاہ میں سے ایک تھے۔میں نے دیکھا کہ جب میں ۱۹۷۰ء میں قبلہ عالم خواجہ خواجگان حضرت پیر غلام محی الدین غزنوی ثم نیروی کے دست حق پرست پہ بیعت ہوا تو نیریاں شریف میں حق ھُو کا یہ پودا پروان چڑھ رہا تھا۔حضرت محی الدین سرکار اعلیٰ نیروی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شب بیداریوں کی لذت سے اور اللّٰہ ھو کی ضربوں سے اس پودے کو مضبوط اور الٰہی بنیادوں پر استوار کر رہے تھے۔ایک دفعہ عرس کے موقع پر آخری دعا کے وقت شدید بارش کا امکان پیدا ہو گیا۔اس وقت علاّمہ صدیقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لندن کی وادیوں میں اسلامی پھریرا لہرا رہے تھے اور لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام کر رہے تھے۔حضرت قبلہ عالم خواجہ محی الدین اسٹیج پر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ گذشتہ سال بارش

آئی تھی، بیٹے صدیقی نے ذکر اللہ کروا کر دعا کی تھی بارش ٹل گئی تھی۔ آج وہ موجود نہیں ہیں ہم بیٹے صدیقی کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں، اللہ ابھی بارش نہیں برسائے گا تا کہ ہمارا مجمع منتشر نہ ہو۔ جب ہم آخر میں فارغ ہوئے تو دیکھا کہ جلسہ گاہ کے علاوہ آس پاس گدلے پانی کے نالے بہہ رہے تھے لیکن مخصوص جگہ پر بارش نہیں ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غوث زماں قطب دوراں حضرت خواجہ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اپنے اس بیٹے کا کیا مقام تھا۔

غالباً ۷۵۔۱۹۷۴ء میں حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی ہمارے ہاں ''چڑھان سیداں'' میں تشریف لائے۔ مسجد صدیقیہ نقشبندیہ چڑھان سیداں کا افتتاح بھی کیا اور صدیقیہ نقشبندیہ مدرسے کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔ اپنے خطاب دل پذیر میں فرمایا کہ حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ جب انہیں استاد محترم کے پاس لے گئیں کہ انہیں پڑھایا جائے تو چار یا پانچ سال کے اس بچے بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے خود بخود پندرھواں پارہ پڑھنا شروع کر دیا (**سبحان الذی اسراء بعبدہ**) مولوی صاحب نے کہا کہ برخوردار میں آپ کو الحمد شریف پڑھاتا ہوں اور آپ پندرھواں پارہ پڑھتے ہیں۔ حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میری والدہ قرآن کی حافظہ ہیں۔ وہ اٹھتے بیٹھتے قرآن شریف کی تلاوت کرتی رہتی ہیں۔ میں نے چودہ پارے حفظ کر لیے ہیں۔ (سبحان اللہ) اگر مائیں قرآن پڑھنے والی ہوں تو بچے واقعی بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ جیسے ہی ہوا کرتے ہیں اور اگر مائیں ناچنے گانے والی ہوں گی تو بچے بھی ڈانسر اور گویے ہی ہوں گے۔ آپ نے دوران خطاب فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ یہاں سے بچیاں قرآن پاک حفظ کریں گی۔ پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان حق ترجمان سے یہ لفظ نکلے اور ویسے ہی

ہمارے اس دینی مدرسے سے تین سال کے اندر دیگر حفاظ کے علاوہ تقریباً بیس تیس بچیوں نے بھی پورا قرآن پاک حفظ کیا اور ان بچیوں نے ساتھ ہی دسویں کلاس کا امتحان بھی پاس کیا۔ اسے کہتے ہیں۔

تیرے منہ سے جو نکلی وہ ہو کے رہی
تیرے رب نے ہے کی وہ جو تو نے کہی

میں دو چار کے نام بطور یادداشت یہاں لکھ دیتا ہوں تا کہ سند رہے، مسجد کے قریب رہنے والے برادر گرامی سید محرم شاہ صاحب کی بیٹی جو وحید حسین شاہ سابق صدر کمیٹی کی بھابی ہے، وہ ابھی قرآن پاک کو سینے میں اسی طرح محفوظ رکھے ہوئے ہے۔ سید احمد حسین شاہ صاحب کی بیٹی جوان کے بھتیجے کے گھر آباد ہے وہ بھی بطور ثبوت ابھی موجود ہے۔ عزیز گرامی القدر جاوید شریف ایڈووکیٹ کی ہمشیرہ نے بھی یہیں سے کتم قرآن کیا۔ مسجد کے قریب ذاکر حسین شاہ صاحب کی دو صاحبزادیاں جن میں سے ایک موہری فرمان شاہ میں مفتی بشیر صاحب کی زوجہ محترمہ ہیں۔ سید وکیل حسین شاہ کی بیٹی اور دیگر بے شمار جو اس کے علاوہ ہیں۔ گہل سیداں، گردیز آباد، شجاع آباد اور دیگر کئی مراکز اس مرکز کے مرہون منت ہیں اور اس مرکز کے بعد عمل میں آئے اور اس علاقے اور گرد و نواح کے تقریباً سبھی لوگوں نے عقائد کی تعمیر و تطہیر کے ساتھ اس کے ساتھ تعاون بھی کیا۔ دو دن قبل حضرت مولانا زبیر نقشبندی (کہوٹی) نے بتایا کہ جب پیر صاحب آپ کے ہاں تشریف لائے تھے تو ہم لوگ بھی جلوس کی شکل میں آئے تھے۔ اس وقت میری عمر پانچ چھ سال کے قریب تھی اور میرے گھٹنوں میں درد تھا۔ میں نے پیر صاحب سے ذکر کیا کہ میرے گھٹنوں میں درد ہے تو آپ نے اپنے دست ہائے مبارک میرے گھٹنوں پر رکھے اور فرمایا کہ آپ ابھی چھوٹے ہیں درد ادھر کیا

کرے گا وہ چلا گیا ہے۔ میں اٹھا تو بالکل ٹھیک تھا۔ (سبحان اللہ)

میں چوں کہ پیر صاحب کا خلیفہ ہوں اور بہت سے اسرار مخفی سے آشنا ہوں۔ ایک مرتبہ پیر صاحب نے فرمایا کہ دور طالب علمی میں ایک رات میں نے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ میں ان کے سامنے دوزانو بیٹھا ہوں اور میرے استاد محترم شیخ الحدیث نائب اعلیٰ حضرت سردار احمد خان رحمۃ اللہ علیہ میرے پیچھے کھڑے ہیں۔ میں صبح بیدار ہو کر حضور استاذی المحترم کے حجرہ خاص میں گیا تو وہ فرمانے لگے کہ آپ کلاس میں چلے جائیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ دو تین دفعہ اسی طرح عرض کیا تو آپ فرمانے لگے کہ یہی پوچھنا چاہتے ہو نہ کہ رات میں داتا حضور کے سامنے بیٹھا تھا اور آپ کھڑے تھے۔ یہ راز کی باتیں ہوتی ہیں، پوچھنے کی ضرورت نہیں، کلاس میں چلے جائیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت شیخ علاؤ الدین صدیقی ابتدا ہی سے ولایت کے مناصب طے کر رہے تھے اور یہ بھی واضح ہوا کہ شیخ الحدیث سردار احمد خان صاحب جن کا برصغیر پاک و ہند میں بڑا اعلیٰ اور علمی مقام ہے وہ روحانیت میں بھی کامل تھے۔

شیخ الشیوخ قبلۂ عالم حضور پیر علاؤالدین صدیقی قدس سرہ العزیز تین فروری ۲۰۱۷ء کو لندن میں اپنے خالق و مالک حقیقی سے ملنے کے لیے جو رواں ہوئے کہ خود تو تبسم کناں تھے لیکن خلق خدا بے قراری و اضطراری کیفیت میں اشک چکیدہ تھی۔ اگرچہ کل نفس ذائقة الموت حق ہے مگر نفس نفس میں بھی فرق ہوتا ہے۔ ایسے پاکیزہ نظیف و لطیف نفوس قدسیہ کے لیے تو خود کائنات ہست و بود کے خالق نے اپنے کلام ربانی میں ارشاد فرما دیا:

یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ○ فَادْخُلِیْ

فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ○

اے نفس مطمئنہ اپنے ربّ کی طرف لوٹ آ! اور آں حالیکہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ پس شامل ہو جا میرے خاص بندوں میں اور داخل ہو جا جنت میں۔

نشان مرد مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

یوں یکم جنوری ۱۹۳۸ء کو حضور اعلیٰ سرکار نیروی گلشن پُر بہار میں کھلنے والا یہ گل رنگیں و حسیں پوری دنیا کو اپنی علمی، عملی، فکری، ایمانی، عرفانی اور ایقانی بہاروں سے عرفان آشنا کر کے بظاہر ہمارے دلوں میں رہتے ہوئے بھی اتنی دور چلا گیا ہے کہ جہاں بروز حشر بڑے طمطراق سے ملاقات ہوگی۔ موت ایسے پاکیزہ نفوس کا صرف استقبال کیا کرتی ہے ''موتوا قبل ان تموتوا '' کے مصداق یہ لوگ مرنے سے پہلے ہی نفس امّارہ کو مار کر میر درد کے اس شعر کے مصداق ہو جاتے ہیں۔

موت کیا آ کے تو نے فقیروں سے لینا ہے
مرنے سے پہلے ہی تو یہ لوگ مر جاتے ہیں

اور حضرت علامہ اقبال نے خوب خوب ہماری آنکھیں کھول دی ہیں۔

موت تجدید مذاق زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے

شریعت، معرفت، طریقت اور حقیقت کی سنگلاخ گھاٹیوں اور پُر خار جھاڑیوں سے اپنے مریدین اور متوسلین کو گزار کر پھر یونیورسٹی، کالجز اور میڈیکل کالجز تک کا جال بچھا کر اس مرد آہن اور غوث زماں نے انسانیت کی جو درخشاں و تاباں خدمات انجام دی ہیں اس کی نظیر عصر نو میں عنقا ہے۔

حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی پر ایک طائرانہ نظر

محمد جہانگیر خان صدیقی

نام ونسب:

حضرت علاّمہ پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی قدوۃ العارفین شیخ المشائخ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے عظیم روحانی پیشوا اور باکرامت ولی اللہ تھے۔ آپ افغانستان کے مشہور زمانہ خطّہ غزنی کے گاؤں مہلن میں پیدا ہوئے۔ وہاں سے تجارت کی غرض سے آزاد کشمیر آئے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ خواجہ غلامی محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد قاسم صادق موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اعظم تھے۔ انہوں نے اپنے مرشد گرامی کے حکم سے ریاست کشمیر کے خطۂ پونچھ تراڑکھل موجودہ ڈسٹرکٹ سُدھنوتی میں بسیرا کیا۔ آپ کا شجرہ نسب اسلام کے عظیم سپہ سالار فاتح عالم سیف مّن سیوف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ حضرت شیخ العالم، خطیب العصر پیر طریقت علاّمہ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ یکم جنوری ۱۹۳۸ء کو تولد ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام نور جہاں تھا اور ان کا تعلق مقامی گاؤں سے تھا۔ وہ انتہائی نیک سیرت اور صوم صلوٰۃ کی پابند خاتون تھیں۔

حُلیہ مبارک:

حضرت شیخ العالم علاّمہ پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ انتہائی نظر نواز سراپے کے مالک تھے، دراز قد، کشادہ پیشانی، چوڑا چہرہ، آنکھیں خوبصورت سفید، چمکتے دانت، ریش مبارک سفید، فراخ سینہ، بڑے لیکن نرم اور ملائم ہاتھ انتہائی خوبصورت مکھڑا، گویا تبارک

اللّٰہ احسن الخالقین کی عطائے جمیل تھے۔ ریش مبارک سنت کے مطابق تھی۔ چہرے کی نورانیت اور حسن جمال کا یہ عالم کہ جو دیکھے وہ آپ کے حسن کے گن گائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وجاہت وجلال ایسا عطا فرمایا کہ لاکھوں میں منفرد وممتاز تھے۔ نرم خوئی، حسن اخلاق اور خوش گفتاری ایسی کہ جو ایک بار دیکھتا بار بار ملنے کی تمنا رکھتا۔

تعلیم وتربیت:

ابتدائی تعلیم میں فارسی کُتب اپنے والد اور مرشد گرامی حضرت خواجہ غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ پھر جامعہ رحمانیہ ہری پور میں اپنے وقت کے معروف افاضل علمائے کرام، مولانا فضل الرحمٰن، حافظ یوسف اور مولانا غلام محمود سے استفادہ کیا۔ ابتدائی فنون کی کتابیں پڑھنے کے بعد دار العلوم حقائق العلوم حضرو ضلع اٹک میں اپنے والد ماجد کے خلیفہ حضرت مفتی ہدایت الحق رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں تفسیر جلالین، علم تفسیر، مشکوٰۃ المصابیح اور ہدایہ وغیرہ پڑھیں۔ مزید درسیات کی تکمیل کا شوق آپ کو جامعہ نعیمیہ لاہور لے آیا جہاں مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سے مشکل اسباق کی تکمیل کی۔ یہاں سے فراغت کے بعد حصول علم کا نہ ختم ہونے والا شوق آپ کو شیخ القرآن ابو الحقائق مولانا عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے آیا جہاں آپ دورہ قرآن میں شریک ہوئے۔ قرآن پاک کے اسرار سے فیض پانے کے بعد آپ وقت کے محدث اعظم شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس فیصل آباد میں دورہ حدیث شریف کی تکمیل کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت مفتی اشفاق احمد رضوی (خانیوال) شیخ العالم کے ہم سبق تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن محدث اعظم نے ایک حدیث پڑھائی جس کی آپ کو صحیح سمجھ نہ آئی۔ آپ دیگر کتب تلاش کرتے اور اس حدیث میں غور وفکر کرتے رہے۔ رات کو پیر صاحب کو خواب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب

ہوتی ہے۔ آپ ﷺ محدث اعظم کو حکم دے رہے ہیں کہ علاؤالدین صدیقی کو حدیث سمجھ نہیں آئی، اُسے سمجھاؤ۔ اسی اثناء میں آپ کو حدیث بھی سمجھ آ گئی اور ساتھ ہی آنکھ بھی کھل گئی۔ دوسرے دن کلاس میں جا کر بیٹھے ہی تھے کہ محدث اعظم نے فرمایا کیوں علاؤالدین صدیقی اب حدیث کی سمجھ تو خوب آ گئی ہو گی۔ آپ نے اپنے استادِ گرامی کی خدمت میں عرض کیا کہ جی اب مجھے مکمل سمجھ آ گئی ہے۔ یہ خواب آپ کے لیے رسول مکرم ﷺ کی طرف سے علمی بشارت تھی۔ مفتی اشفاق رضوی رحمۃ اللہ علیہ ہی راوی ہیں کہ اُس دور میں غربت تھی۔ مدارس میں باقاعدہ کھانے کا انتظام نہیں تھا۔ طلبہ کھانا اہلِ محلّہ کے گھروں سے مانگ کر لاتے تھے اور مانگنے کی باری لگی ہوئی تھی۔ باقی طالب علم جاتے تو بڑی مشکل سے کھانا مہیا کرتے لیکن جس دن شیخ العالم علاؤالدین صدیقی کی باری ہوتی تو محلے والے کھانا پکا کر انتظار کرتے کہ کب وہ چمکتے چہرے والا حسین طالب علم آئے تو ہم اُسے کھانا دیں۔ اُس دن طلبہ سیر ہو کر کھانا کھاتے تھے۔ کشمیر سے آپ کے ساتھی طلبہ میں مولانا مفتی محمد حیات خان اور مفتی محمد حسین نعیمی بھی ہوتے تھے۔

آپ کی ذہانت اور حافظہ مثالی تھا اور مطالعے کا بہت شوق تھا۔ کئی کتب آپ کو زبانی یاد تھیں۔ جو کتاب ضرورت ہوتی، جہاں سے میسر آ سکتی، منگوا لیتے تھے۔ آپ کے ذوقِ مطالعہ کی تسکین کے لیے فراہمیٔ کتب کا یہ شرف راقم کو بھی حاصل ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ کچھ کتابیں راقم الحروف سے بھی منگوائی تھیں، ان میں فقہ و حدیث کی کچھ درسی کُتب بھی تھیں۔ کسی کتاب کا ظاہری متن پڑھنے کے بعد اس کے باطنی اسرار و رموز کو ایسے بیان کرتے جیسے یہ حقائق ان پر وارد ہو رہے ہیں۔ اساتذہ نے دورانِ تعلیم جو فوائد پڑھائے وہ انہیں آخری عمر تک یاد رہے۔ سالوں پہلے رونما ہونے

والے واقعات کو من و عن بیان کرتے تھے۔ جب آپ اساتذہ سے تفسیر جلالین پڑھتے تھے، اُسی دوران یہ تفسیر فوقانی طالب علم ساتھیوں کو اس انداز میں پڑھاتے کہ انہیں ایک ماہر اُستاد کی طرح مطمئن کرتے۔

حضرو میں مفتی ہدایت الحق رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ کار یہ تھا آپ جب نئے اسباق شروع کرتے اور جب اسباق کی تکمیل کرواتے تو دربارِ عالیہ چورہ شریف پر حاضری دیتے اور وہاں سے اجازت لیتے۔ جس کلاس میں پیر صاحب پڑھتے تھے اُس کی تکمیل کے بعد جب آپ طلبہ کو لے کر چورہ شریف حاضر ہوئے۔ چورہ شریف کے حضرت صاحب کی نظر جب پیر علاؤالدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی تو آپ نے فرمایا بیٹا دینی علوم تو تو نے سیکھ لئے اور مزید سیکھ لو گے۔ تم جس ہستی کے صاحبزادے ہو وہ اس وقت عارفِ کامل ہے، جاؤ اُن کی خدمت کرو اور سے روحانی دولت سمیٹو۔ تم اپنے زمانے میں روحانیت کے شیخِ کامل نظر آتے ہو۔ اس بشارت کے سننے کے بعد آپ کو بے چینی اور اضطراب بڑھنے لگا۔ چنانچہ تحصیل علم کے بعد والد ماجد خواجہ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لگ گئے۔ والدِ گرامی نے آپ کو اپنے زیرِ سایہ رکھا اور عبادت و ریاضت کا مجاہد بنا دیا۔ ۲۰ سال تک آپ نے راہِ سلوک میں جدوجہد کی۔ اُس عظیم باپ نے آپ کی تربیت میں کمی نہ چھوڑی اور نہ ہی آپ نے اپنے والدِ گرامی کی خدمت میں کوئی کسر اُٹھا رکھی۔ ہر دو سمت سے ہونے والی خدمت و محبت نے دونوں کو پوری دنیا میں ایک ساتھ شہرت و عزت کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔

آپ کو پیرِ کامل کی تلاش کے لیے کہیں جانے کی ضرورت پیش نہیں آئی کیونکہ آپ ایک عارفِ کامل پیرِ طریقت کے لختِ جگر تھے۔ ان پر فطری طور پر اللہ نے کرم فرمایا ہوا تھا۔ پس اُسے ایک وقتِ خاص میں ظہور ہونا تھا۔ آپ کی ذات عالم

روحانیت میں اُس حیثیت کی حامل تھی کہ کئی عارف کامل فیض پہنچانے خود دربار نیریاں شریف تشریف لاتے اور آپ کو اپنی ارادت وخلافت میں لینا سعادت سمجھتے۔ آپ نے جس گھر میں آنکھ کھولی تھی وہ خود فیضِ رساں تھا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ آپ کو جہاں کہیں بھی کسی اللہ والے کے ٹھکانے کا معلوم ہوتا، آپ رحمۃ اللہ علیہ اُس سے ملاقات کرتے اور اس کے روحانی فیوض وبرکات سے استفادہ کرتے۔ آپ کو اہلِ علم اور اہلِ تصوف سے ہمیشہ ملاقات کا شوق رہتا۔ اس کے لیے آپ نے عراق، شام، ترکی، مصر، افغانستان اور امشرق وسطیٰ کے متعدد سفر بھی کیے۔ اس سلسلے کا آخری سفر آپ نے ۲۰۱۵ء میں مقبوضہ کشمیر کا کیا۔ وہاں کے علماء نے آپ کو مقبوضہ کشمیر کے دورے کی پُر خلوص دعوت دی تھی جسے آپ نے شرف قبولیت بخشا۔ سینکڑوں لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ آپ نے ایک مرتبہ عرس کے اجتماع سے خطاب میں فرمایا تھا کہ میں اپنے مریدوں سے کہتا ہوں جس دربار اور آستانے سے بھی عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سوغات ملے لے لو۔ میں تمہیں اپنے علاوہ کسی کے پاس جانے سے نہیں روکتا۔

سُنت نکاح:

آپ نے دو شادیاں کیں، پہلی شادی کراچی کے نامور علمائے دین علاّمہ مفتی غلام دستگیر افغانی، علاّمہ مفتی عبدالخالق افغانی اور مولانا علاؤالدین افغانی کی بڑی بہن سے ہے۔ آپ علماء ومشائخ کے خاندان کی تربیت یافتہ صالحہ، نیک سیرت، خدمت گزار، سلیقہ شعار خاتون ہیں اور ابھی حیات ہیں۔ دوسری شادی بھی انتہائی علمی اور روحانی خانوادے سے تھی بلکہ نیریاں شریف کا چشمہ فیض بھی وہاں سے جاری ہوا۔ وہ اپنے وقت کے عظیم روحانی پیشوا حضرت پیر زاہد خان دربار عالیہ موہڑہ شریف کی بیٹی اور پیر اولیاء فاروق بادشاہ مدظلہ کی بہن ہیں۔ یہ حضرت شیخ العالم کی زندگی میں ہی

فوت ہو چکی تھیں اور ان سے آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔

حضرت قبلہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت علاّمہ پیر نور العارفین صدیقی بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ، بلند ہمت اور معاملہ فہم ہیں۔ انہوں نے فیڈرل بورڈ اسلام آباد سے میٹرک کیا۔ ایس ایم لاء کالج کراچی سے ایل ایل بی کیا اور دارالعلوم نعیمیہ فیڈرل بی ایریا سے مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمٰن، محدث العصر علاّمہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی جمیل احمد نعیمی کے زیرِ نگرانی درسِ نظامی کی تکمیل کی اور سندھ یونیورسٹی سے ایم اے کیا۔ پھر برطانیہ چلے گئے اور وہاں اپنی مدد آپ کے تحت ادارہ قائم کیا اور ابھی تک وہاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ آستانہ عالیہ نیریاں شریف یورپ وبرطانیہ کے سجادہ نشین، نور ٹی وی چینل اور محی الدین ٹرسٹ کے چیئرمین بھی ہیں۔ آپ نہایت خوش الحان قاری اور شعلہ بیاں مقرر بھی ہیں۔ آپ کو بھی مختلف زبانوں پر عبور حاصل ہے اور حسن صورت میں آپ قبلہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بہت مشابہت رکھتے ہیں۔

کرامات:

حضرت شیخ العالم باکرامت پیر طریقت باعمل عالمِ شریعت تھے۔ آپ کی کرامات وارشادات پر علیحدہ کتاب لکھی جارہی ہے۔ یہاں صرف چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ اس بات کا جاننا اور سمجھنا ضروری ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں سب سے بڑی کرامت ہدایتِ اسلام وشریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت قدمی ہے۔ اسی لیے استقامت کو کرامت پر فوقیت وبرتری حاصل ہے۔ احکامات ربانی کی بجا آوری، سُنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل ہر ولی کا خاصہ ہوتا ہے اور یہی چیز اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعشق کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ایک صاحب کرامت ولی کی

علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ کو استقامت کا کوہ گراں بنایا تھا۔ آپ کی زندگی کا کوئی گوشہ شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری سے خالی نہ تھا۔ آپ صوم وصلوٰۃ، تسبیحات اور ذکر واذکار کے بڑے پابند تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کا لکھا ہوا نقش اور دم بہت مشہور تھا۔ جن لوگوں کو بے ہوشی کے عالم میں چارپائیوں پہ ڈال کر آپ کے پاس لایا جاتا، وہ اپنے پاؤں پر چل کر واپس جاتے رہے۔ آپ کی زندگی کا عجیب تر واقعہ یہاں قارئین کو پیش کیا جاتا ہے۔ اس واقعہ کے گواہان زندہ ہیں وہ واقعہ یوں ہے کہ چک بیلی راولپنڈی میں جس وسیع رقبے پر محی الدین اسلامی کالج اور محی الدین جامع مسجد قائم ہے۔ جب مسجد کے قیام کے لیے قطعہ اراضی کی ضرورت پیش آئی تو معلوم ہوا کہ یہ جگہ اُس علاقے کے محمد خان نامی ایک شخص کی تھی جس سے علاقے کے لوگ خوفزدہ رہتے تھے۔ غنڈہ گردی اور بدمعاشی میں شہرت رکھتا تھا۔ لوگوں نے قبلہ پیر صاحب سے کہا کہ یہ اس آدمی کی زمین ہے یہ دینے کے لیے تو تیار ہے لیکن اُس کی ایک شرط ہے۔ اُس کی خواہش ہے کہ قبلہ پیر صاحب وہ شرط پوری کرنے کا وعدہ کریں تو میں ساری زمین مسجد کے لیے وقف کرنے کو تیار ہوں۔ پیر صاحب وہاں پہنچے اور موصوف سے دریافت کیا کہ آپ کی کیا شرط ہے۔ اُس نے کہا کہ آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ جب میں مروں تو آپ میرا جنازہ پڑھائیں گے۔ قبلہ پیر صاحب نے فرمایا کہ یہ تقدیر کا معاملہ ہے۔ اللہ کے علم میں ہے کہ کون پہلے مرے گا اور کون بعد میں مرے گا، میں کیسے وعدہ کروں۔ اُس نے کہا کہ پھر میں زمین نہیں دے سکتا، چنانچہ قبلہ پیر صاحب نے مراقبہ فرمایا۔ علاقے کے بہت سے لوگ وہاں موجود تھے۔ آپ نے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اُس سے کہا کہ مجھے تمہاری یہ شرط منظور ہے۔ میں اللہ کے حکم سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہارا جنازہ پڑھاؤں گا۔ چنانچہ اس شخص نے

خوشی سے جگہ دینے کی حامی بھر لی۔ اس طرح مسجد قائم ہوگئی۔ اس واقعہ کے بارہ سال بعد وہ شخص فوت ہوگیا۔ تجہیز وتکفین کے تمام انتظامات مکمل ہوگئے تھے حتیٰ کہ نماز جنازہ تیار ہوگئی لیکن قبلہ پیر صاحب کو کسی نے اطلاع نہ دی تھی اور آپ اس دن گجرات میں تھے۔ وہاں سے اگلے دن کسی دوسری جگہ جانے کا ارادہ تھا۔ محمد خان کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے ایک مولوی صاحب تیار ہوئے۔ اتنے میں ایک شخص نے کہا کہ جنازہ تو پیر صاحب نے پڑھانے کا وعدہ کیا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ وہ موجود نہیں ہیں، نہ جانے کہاں کس شہر میں ہیں اور اس موقع پر ان کا آنا ممکن ہیں لیکن وہ لوگ جو وعدے کے وقت موجود تھے بضد تھے کہ جنازہ پیر صاحب ہی پڑھائیں گے۔ لوگوں میں اس موضوع پر بحث وتمحیص ہو رہی تھی کہ اتنے میں بہت تیزی کے ساتھ ایک ٹیکسی وہاں آ کر رُکی، دیکھا تو پیر علاؤ الدین صدیقی ٹیکسی سے اُتر رہے تھے۔ آپ اُترتے ہی آگے تشریف لائے اور آپ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ لوگ آپ کی آمد پر حیرت میں ڈوب گئے اور ششدر رہ گئے۔ یہ سب کچھ کیسے ممکن ہوا؟ اس حوالے سے حضرت شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں گجرات میں تھا۔ صبح آگے روانہ ہونا تھا۔ رات سے محمد خان (مرحوم) کی روح نے گھیرا تنگ کیا ہوا تھا۔ میں سمجھا کہ میرا وعدہ پورا کرنے کا وقت آچکا ہے غیبی اشارہ بھی تھا۔ پس میں نے فوراً دوسرے شہر جانے کا ارادہ ترک کیا اور وہاں سے ٹیکسی کے ذریعے یہاں آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میرا وعدہ پورا ہوا۔ اس طرح کے کئی واقعات ہیں لیکن یہاں جگہ کی کمی کے پیشِ نظر صرف ایک نظیر آپ کی عظمت کے اظہار کے لیے پیش کی گئی ہے۔

☆☆☆☆☆

''با اثر شخصیت اور تاثیر کُن گفتگو''

از قلم: باجی صبا صاحبہ صدیقی
معلمہ صدیقیہ قرآن اکیڈمی فاضلہ تنظیم المدارس

قبلہ عالم حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمتہ اللہ علیہ کی شایان شان میں کچھ لکھ سکوں اس قابل تو نہیں مگر پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مرید کامل جو کہ ہمارے پیر صاحب ہیں حضرت علامہ پیر محمد عدیل یوسف صدیقی صاحب کے ارشاد فرمانے پر میں قبلہ عالم، پیر طریقت، رہبر شریعت کے بارے میں کچھ لکھنے کی سعادت حاصل کر رہی ہوں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ ایک عظیم الشان، ذی وقار، پُرعزم، پُراثر، قابل رشک، قابل قدر و احترام، علمی، روحانی شخصیت کے مالک تھے۔ الغرض آپ کا تعارف کسی تعریف کا محتاج نہیں۔ آپ پر اللہ عزوجل کی خاص رحمت تھی اور آپ اللہ عزوجل کے نیک، برگزیدہ بندوں میں شمار ہوتے تھے۔ ارشاد ربانی ہے:

''وَ اللّٰہُ یختص بِرَحمة من یشاء'' القرآن

ترجمہ: ''اور اللہ عزوجل خاص کر لیتا ہے اپنی رحمت سے جسے چاہتا ہے''

یہ اللہ عزوجل کی رحمت اور اس کا خاص احسان عظیم ہے جو اس نے ایسی عظیم الشان ہستی کو ہماری اصلاح کا ذریعہ بنایا ہمارا رہبر اور رہنما بنایا۔ گویا کہ آپ جس مجلس محفل میں خطاب فرماتے وہاں کے مؤمنین، مسلمانوں میں اسلام کی روح پھونک کر ان کے دلوں میں ایمان کو تازہ دم فرما دیتے اور جو کوئی آپ رحمتہ اللہ علیہ کی گفتگو مبارکہ سماعت کر لیتا وہ آپ کا اسیر ہوئے بنا نہ رہ پاتا۔ آپ رحمتہ اللہ ایسی سادہ گفتگو فرماتے کہ سننے والا کسی اکتاہٹ کا شکار نہ ہوتا اور جو کچھ سنتا اُسے اچھی طرح سے سمجھ لیتا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت نہایت ہی سادہ مزاج تھی گویا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ

کے ہر ہر پہلو سے سنت نبوی کی جھلک نظر آتی تھی۔ آپ کا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا ہر کام غرض کہ آپ کی گفتگو، کھانا، پینا وغیرہ بھی سنت نبوی کے مطابق ہوتا۔ میں نے بظاہر کبھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کا دیدار عظیم نہیں کیا لیکن اکثر ''نور ٹی وی چینل'' کے ذریعے ان کے دیدار کی سعادت حاصل کرتی تھی اور آپ کے خطابات، درس کو سماعت کرتی تھی، آپ اس طرح ہر مسئلے چاہے چھوٹا ہو یا بڑا اتنے آسان فہم سے فرماتے کہ باآسانی سمجھ آجاتا اور کچھ آپ کی خدمات اور تعلیمات کے بارے میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مرید کامل حضرت علامہ پیر محمد عدیل یوسف صدیقی سے سماعت کرنے کا شرف حاصل کیا جن کے پیر کامل ہوتے ہیں ان کے مرید بھی کیوں نہ عظیم ہوں آپ عدیل یوسف صدیقی صاحب اپنے پیر کے خاص مریدوں میں شمار ہوتے ہیں آپ نے مجھے پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت علامہ پیر علاؤ الدین صدیقی کے چند ملفوظات بھی ارشاد فرمائے جو کہ آگے آپ کے سامنے بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گی تا کہ ہر کوئی آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت سے اچھی طرح سے آراستہ ہو سکے گویا کہ انسان کی گفتگو سے اُس کی شخصیت کا بخوبی پتہ لگ جاتا ہے کہ گفتگو کرنے والا انسان کس ظرف کا مالک ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے دین متین کی جو بھی خدمات سر انجام دیں وہ خالصتاً اللہ عزوجل کی رضا اور خوشنودی کے لیے سرانجام دیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ ایک سچے عاشق رسول، خوف خدا عزوجل رکھنے والے تھے الغرض کہ آپ کو نبی پاک سے اس قدر عشق و محبت تھا کہ ہر وقت ان کے عشق کے جذبے میں سرشار اور مگن رہتے جو آپ رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھتا اُسے بھی سنت نبوی اور عشق رسول کا جذبہ بیدار ہو جاتا۔ حدیث پاک میں ہے:

کہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہa! آپ اُس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو کسی گروہ

سے محبت رکھتا مگر وہ اُن کے ساتھ مل نہیں سکا (یعنی اُسے ان کی محبت حاصل نہ ہوئی یا اُس نے ان جیسے اعمال نہ کیے)۔

آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ"

"آدمی اُسی کے ساتھ ہوگا جسے اُسے محبت ہے"

معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کے ساتھ محبت کرنے والے کا حشر اُنہی نیک لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے وہ محبت کرتا ہے پس انبیاء کرام، اولیاء اللہ، اور صالحین سے محبت کیجیے کہ یہ محبت جنت میں پہنچانے کا ذریعہ ہے اور بخشش بے حساب وکتاب کا وسیلہ ہے۔

اب میں آپ کے سامنے پیر طریقت، رہبر شریعت، خواجہ خواجگان حضرت علامہ پیر علاؤ الدین صدیقی رحمتہ اللہ علیہ کے چند اقوال پیش کروں گی جو کہ ہمارے پیر، مرید کامل وخاص، خلیفہ جانشین خطیب محی الدین جامع مسجد حضرت علامہ پیر محمد عدیل یوسف صدیقی نے میری سماعت کو حوالے کیے اُن اقوال صدیقی آپ کے سامنے بیان کر کے تاکہ آپ بھی پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی نورانی، وجدانی شخصیت سے فیضیاب ہوسکیں۔

اقوال صدیقی رحمتہ اللہ علیہ:

1: "کب تک ان فانی رابطوں میں الجھے رہوگے، کبھی نہ کبھی تو یہ ٹوٹیں گے، روٹھیں گے، کیوں نہ ان فانی رابطوں سے نکل کر حقیقی بارگاہ سے رابطہ جوڑو، جسمانی، نفسانی خواہشات آج نہیں تو کل ساتھ چھوڑیں گی۔ تم حقیقی لباس پہنو جس میں بقاء ہی بقاء ہے"

2: "وہ علم جو در محبوب تک نہ پہنچائے، وہ عقل جو ہجر کے پردے نہ اُٹھائے، وہ روح جو محبوب کی گلیوں میں جھاڑو نہ لگائے، وہ قدم جو سوئے محبوب نہ اُٹھیں، وہ آرزو

جس کا نشانہ محبوب نہ ہو تو ایسی زندگی کیا زندگی ہے"

3: "درگاہ، جو آمدن سے تعبیر نہیں
یہ بارگہ، علم ہے جاگیر نہیں
وہ پیر تھے گدّیاں تھیں جن کی محتاج
گدّی کا جو محتاج ہو وہ پیر نہیں"

4: "درویشی اُس تاثیر کا نام ہے جو محبوب سے جدا نہ ہونے دے اُس کے لیے لباس شرط نہیں ہے اُس کے لیے اخلاص شرط ہے"۔

5: "پیری ہر دور میں مشکل بھی رہی اور آسان بھی۔ یہ لوگوں کی سوچ وفکر کے معیار پر منحصر ہے۔ اگر لوگوں کی سوچ بلند ہو تو پیری مشکل کام ہے اور اگر لوگوں کی سوچ پست ہو تو صرف تعویز گنڈے اور حساب کتاب تک محدود ہو جائے تو پیری بہت آسان کام ہے"

الغرض آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"چلو تو رحمتوں کے سائے میں
بولو تو نبی پاک کے نگاہوں میں
سوچو تو نبی پاک کے پیار میں
اور کھاؤ تو سنت کے احاطے میں"

فرمان مصطفیٰ ﷺ:

"دنیا میں اس طرح رہ کہ گویا تو مسافر (راہگیر) ہے" اور نیز کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تمام زندگی نبی پاک ﷺ کے اس فرمان کے مطابق گزاری گویا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ 80 سال کی عمر میں اس جہان فانی سے کوچ کر کے خالق حقیقی سے جا ملے

بے شک آپ رحمتہ اللہ علیہ کا ظاہری پردہ فرمانا تمام عالم اسلام کے لیے بہت بڑا نقصان تھا کیونکہ حقیقتاً ولی مرتا نہیں بس اس کا مقام تبدیل ہو جاتا ہے۔ ولی اپنی ظاہری زندگی میں جو فیض دیتا ہے وہ اس کے دنیا سے پردہ کرنے کے بعد نو (9) گنا بڑھ جاتا ہے۔ پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی یاد میں ان کے مرید کامل و خاص ہمارے مرشد کریم حضرت علامہ پیر محمد عدیل یوسف صدیقی صاحب اپنے جذبات کا اظہار کچھ اس طرح فرماتے ہیں:

تصور میں آ جاؤ تو خود کو بھول جاتے ہیں
کرم اتنا جو فرماؤ تو خود کو بھول جاتے ہیں
پیر کا مجھ کو، نظر آتا ہے ہر شے میں جمال
جب میری آنکھوں میں چھا جاتا ہے تصور پیر کا

اللہ اللہ! مرید ہو تو ایسا اور پیر ہو تو آپ رحمتہ اللہ علیہ جیسا،، حضرت علامہ حافظ قاری عدیل یوسف صدیقی صاحب کو دیکھ کر پتا چلتا ہے کہ سچا مرید کیسا ہوتا ہے اور بیعت کسے کہتے ہیں۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ ہمیں بھی حضرت علامہ پیر محمد عدیل یوسف صدیقی صاحب جیسا پکا سچا مرید بن کر اپنے مرشد کریم کا صحیح طرح سے ادب و احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور چونکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ ایک کامل ولی اور بخشے ہوئے بے حساب و کتاب شخصیت تو بارگاہ خداوندی میں عرض ہے کہ وہ ہم سب کی بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کے صدقے وسیلہ سے بے حساب و کتاب مغفرت فرمائے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے درجات میں مزید بلندی اور رفعتیں نصیب فرمائے۔ (آمین)

بخش دے یارب! بخشے ہوؤں کا صدقہ

حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا حُسنِ خطابت: ادبی پہلو

﴿عبد الحمید مدنی﴾

گفتگو مافی الضمیر کے اظہار کا بنیادی ذریعہ اور متکلم کی شخصیت و قابلیت کا آئینہ دار ہوتی ہے۔ انداز تکلم اور حسن تکلم بلاشبہ ایک عظیم فن ہے۔ نرم گفتاری اور خوش گفتاری سامعین پر نہایت خوشگوار اثرات مرتب کرتی ہے۔ ایک حدیث میں حسن گفتار کے جادوئی اثرات کا تذکرہ ملتا ہے۔ لہجے کی حلاوت، الفاظ کی سلاست اور معانی کی صداقت ہمارے ممدوح حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی سہ آتشہ خطابت کی پہچان تھی۔ مختصر جملے، فصیح تراکیب اور معانی کا وفور جیسے کسی نے چاندی کی چھوٹی چھوٹی طشتریوں میں سونے کے انڈے سجا دیے ہوں۔ بیان کی روانی اور جذبات کی جولانی سامعین کی سماعتوں کو دریا کے پانی کی طرح ساتھ بہا کے لے جاتی۔ جامعہ سہوٹ کلر سیداں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خطاب کا ایک خوبصورت اقتباس ملاحظہ کریں:

الحمد للہ ربّ العالمین، اے مومن! جب تو ہاتھ باندھ کے اپنے خدا سے عرض کرتا ہے، حمد زمینی ہو یا آسمانی، کائنات میں درخت تیری حمد کرتے ہیں۔ پتے تیری حمد کرتے ہیں۔ ذرّہ تیری حمد کرتا ہے۔ قطرہ تیری حمد کرتا ہے۔ فرشتے تیری حمد کرتے ہیں، حوریں بولتی ہیں۔ جنت بولتی ہے۔ عرش و کرسی، لوح و قلم اور سدرۃ المنتہیٰ، یہ سب ذکر کرتے ہیں۔ بندے بولتے ہیں۔ جنّ بولتے ہیں۔ مٹی بولتی ہے۔ درخت بولتے ہیں۔ گھاس کے

تنکے بولتے ہیں اور سبھی بولتے ہیں: الحمدللہ، سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ چنانچہ اے اللہ کریم! میں بھی ان میں شامل ہوگیا ہوں، حوروں کے ساتھ میری آواز ملا دینا، فرشتوں کے ساتھ میری آواز ملا دین، عرشیوں کے ساتھ میری آواز ملا دینا۔ فرشیوں کے ساتھ میری آواز ملا دینا۔(۱)

کیسی وارفتگی ہے، چھوٹے چھوٹے حمد یہ جملے جیسے معرفتِ الٰہی کے بھرے جام لنڈھائے جارہے ہوں۔ ادائیگی میں وہ روانی کہ دریا کی موجیں بلائیں لینا چاہیں، لہجے میں لطافت، لطافت میں شگفتگی، شگفتگی میں بانکپن، بانکپن میں مستی، مستی میں آگہی اور آگہی میں ذکرِ الٰہی جیسے بہار کا جوبن عروج پر ہو۔ اقتباس کے ابتدائی جملوں میں طرزِ تخاطب کی اچانک تبدیلی، سورۃ فاتحہ میں قرآن کے خطابی انداز کا عکسِ جمیل معلوم ہوتی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے بندہ اپنے ربّ سے ملاقات کرنے کے لیے بے تاب ہے اور چاہتا ہے کہ کائنات کی ہر مخلوق کے ساتھ مل کر اللہ ربّ العالمین کے حضور اس کی ثناء گستری کرے۔ اقتباس کی ہیت ترکیبی پر غور کریں تو پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہوں کے زاویے، چہرے کے تاثرات اور ہاتھوں کے اشارے بھی بخوبی محسوس کیے جاسکتے ہیں۔ گویا لفظوں کے آئینے میں خطیب مکرم رحمۃ اللہ علیہ کی تصویر دیکھی جاسکتی ہے۔ بہرحال یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فنِ خطابت کے امتیازی اوصاف کا تجزیاتی مطالعہ مقصود نہیں۔ اس کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دور کے سیاسی، معاشرتی، معاشی، ثقافتی، دینی وروحانی حالات اور بین الاقوامی تقاضوں کا دقتِ نظر سے احاطہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہاں ہمارے پیشِ نظر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خطابت کے چند ادبی پہلوؤں پر خامہ فرسائی کی سعادت حاصل کرنا ہے۔

سطور بالا میں پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سنجیدہ طرزِ خطابت کی ایک مثال پیش کی گئی، ذیل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حسنِ ظرافت کی ایک خوبصورت نظیر بھی قارئین کی ضیافتِ طبع کے لیے پیشِ خدمت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کے ضمن میں "دروسِ مثنوی" کا آغاز بالکل اسی طرز پر فرمایا تھا جیسے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے قبل پیر سید ریاض حسین شاہ قدس سرہ نے سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں "دروسِ سلام رضا" کا آغاز راولپنڈی سے کیا تھا چنانچہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ درسِ مثنوی دیتے ہوئے گفتگو کا آغاز کچھ اس طرح سے کرتے ہیں:

نماز عشاء کا وقت ہوگیا ہے اور آپ نے تھوڑی سی تاخیر کی اجازت بھی دے دی ہے۔ پتہ نہیں وہ تھوڑی سی اجازت کتنی ہوگی؟ سو جب گفتگو ختم ہوگی تو سمجھیں گے کہ اتنی ہے، چنانچہ ایک آدمی دربار شریف پر آیا، پریشان تھا، چنانچہ میں نے انہیں ایک وظیفہ بتایا کہ یہ وظیفہ پڑھو اور تعویذ پیو، کب پیوں؟ کہا عشاء کے بعد، مطلب یہ تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد۔ تو اس نے جا کے اپنے علاقے کے خطیب صاحب سے پوچھا: مولانا! عشاء کے بعد کتنا وقت ہوتا ہے؟ کہا کہ صبح کی اذان تک عشاء کا ہی وقت ہوتا ہے۔ پیر صاحب نے کہا عشاء کے بعد پیو، اس کا مطلب ہے میں فجر تک انتظار کرتا رہوں گا، وہ بیٹھا رہا، جب صبح کی اذان ہوئی تو اس نے پانی پیا، واپس آیا اور جو اس کے ہاتھ میں دو تعویذ تھے وہ واپس دے کر کہنے لگا "ایہہ کول ہی رکھو، میرے کولوں نمیں پین ہوندے" (یعنی انہیں اپنے پاس ہی رکھیں مجھ سے نہیں پیئے جاتے۔)(۲)

ہلکی پھلکی ظرافت بھی خطابت کا اہم ادبی پہلو ہے۔ یوں سامعین اکتاہٹ و

بوریت محسوس نہیں کرتے اور چاق و چوبند رہ کر دلچسپی سے گفتگو سنتے ہیں۔ برصغیر کے اکابر خطباء کی سوانح عمریاں پڑھی جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے اکثر ایسے تھے جن کی خطابت میں ظرافت اور شگفتگی کا عنصر پایا جاتا تھا جیسے خطیب الاحرار سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم سے دورانِ خطاب کسی نے ''سماع موتی'' سے متعلق استفسار کیا تو مولانا نے برجستہ جواب دیا کہ ''میں چالیس برس سے زندوں کو سنانے کی کوشش کر رہا ہوں اور تمہیں مُردوں کے سننے یا نہ سننے کی پڑی ہے''۔ ہزاروں کا مجمع مولانا کے اس برجستہ اور شگفتہ جملے پر کشتِ زعفران بن گیا۔ چوں کہ مولانا مکتبِ فکر دیوبند سے تعلق رکھتے تھے اور ''سماع موتی'' کے قائل نہیں تھے، اس لیے کسی نے آپ سے یہ سوال کیا تھا اور آپ نے اپنی حاضر جوابی سے سائل کے سوال کا جواب اس طرح نہ دیا کہ سامعین میں سے کسی کی دل آزاری ہو۔

پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خطابت میں بھی ادبی لطافت و ظرافت کا عنصر موجود تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خطیبانہ ظرافت کی ایک اور مثال بھی ملاحظہ کیجیے۔ راولاکوٹ آزاد کشمیر میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کانفرنس سے خطاب کے دوران ایک مثال دیتے ہوئے سامعین کی طرف بھرپور نظروں سے دیکھ کر کہنے لگے:

میرا خیال ہے سمجھ گئے ہو۔ وہ میری طرح کا ایک آدمی، پہلی دفعہ گیا مسجد میں، تو لوگوں نے سمجھا کہ پڑھا لکھا آدمی ہے، آج ہمارے مولانا صاحب موجود نہیں ہیں تو یہی تقریر کرے گا۔ انہوں نے پکڑ کے منبر پہ بٹھا دیا، اس کو آتا ہی کچھ نہیں تھا۔ وہ کافی دیر خاموش رہا تو لوگوں سے کہنے لگا، سمجھ آئی آپ کو؟ لوگوں نے کہا جی کچھ نہیں سمجھے، کہنے لگا کہ اتنی مدت کچھ

نہیں سمجھے تو میں کیا سمجھاؤں گا تمہیں، علیحدہ ہو کے بیٹھ گیا۔ لوگوں نے کہا بھی ایسا کرو کہ اب پکڑ کے پھر بٹھاؤ، وہ جب کہے گا سمجھے ہو؟ تو کہنا سمجھ گئے، تو پھر پھنس جائے گا۔ چنانچہ پھر منت وسماجت کر کے بٹھایا، کہنے لگا حاضرین! آپ سمجھے؟ جی سمجھ گئے، تو پھر کیا سمجھاؤں آپ کو؟ وہ حیران ہو گئے کہ کیسا عجیب آدمی ہے یہ، پھر وہ اٹھ کے نیچے۔ انہوں نے کہا ایسا کرو کہ یہ جو آدھے ایک طرف ہیں نا، یہ کہنا سمجھ گئے ہیں اور دوسری طرف والے کہنا کہ نہیں سمجھے، تو پھر پھنس جائے گا، اور پھر بولے گا۔ اس نے پھر پانچ منٹ خاموش ہو کر کہا کہ کچھ سمجھے ہو؟ ایک طرف والے بولے سمجھ گئے ہیں، دوسری طرف والے بولے نہیں سمجھے۔ وہ کہنے لگا کہ جو سمجھ گئے وہ دوسروں کو سمجھا دو۔ (اس کے بعد پیر صاحب فرمانے لگے) میں بھی آپ سے پوچھتا ہوں سمجھ گئے ہو کہ نہیں، او بولو بھی نا، سمجھ گئے ہو، جو نہیں سمجھے ان کو سمجھاؤ، انہیں سمجھاؤ جنہیں آج تک سمجھ نہیں آئی۔(۳)

متذکرہ بالا اجتماع کے سامعین سینکڑوں میں تھے اور پوری طرح ہمہ تن گوش آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب سن رہے تھے۔ اس بات کا اندازہ اقتباس کا آخری جملہ بھی قابلِ غور ہے جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مخصوص مکتب فکر پر تعریض کی اور آنکھوں کے مخصوص اشارے سے اس کا مفہوم بھی سمجھانے کی لطیف سعی فرمائی۔ اصحاب فہم و دانش اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ اس تعریضیہ جملے میں طنز کی کون سی قسم برتی گئی ہے۔ ہم اشارہ کیے دیتے ہیں کہ یہ ''امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کانفرنس'' تھی۔ بہر طور ایک بات بہ طور خاص قابلِ توجہ ہے کہ بذلہ سنجی ہو یا ظرافت، تعریض ہو یا طنز، پیر

صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کی آر لے کر کسی کی توہین ہرگز نہیں کرتے تھے اور ایک ادبی خطاب کی خوبی یہی ہوتی ہے کہ اس میں تنقید وطنز اور ظرافت ومزاح تو ضرور ہوتا ہے لیکن کوئی ایسی بات ہرگز نہیں ہوتی جس سے کسی کی دل آزاری ہو۔

برمحل اور برموقع اچھے اور معیاری اشعار کے نگینوں سے گفتگو کو مرصع ومزین کرنا بھی ادبی خطابت کی اہم خوبیوں میں شمار ہوتا ہے کیوں کہ وہ بات جو بیسیوں صفحات میں بھی نہیں کہی جاسکتی، ایک اچھے اور معیاری شعر میں ادا ہوجاتی ہے۔ عرب وعجم کے متقدمین ومتاخرین خطباء دورانِ خطابت ہمیشہ معیاری اور برمحل اشعار کا استعمال کرتے رہے ہیں۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی دورانِ گفتگو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار اپنے مترنم لہجے میں برمحل پیش کرتے تو سامعین عش عش کر اٹھتے اور مجمع واد وتحسین کی صداؤں سے گونج اٹھتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خطاب کا ایسا ہی ایک اقتباس ملاحظہ کیجیے:

> ایک ہی بھٹے میں اینٹیں پکی ہوں۔ اینٹیں بنانے والے بھی ایک ہی ہوں، قالب (سانچہ) بھی ایک جیسا ہو۔ اینٹیں بنانے کا خام مال بھی ایک جیسا ہو۔ جس آگ میں اینٹ پکتی ہے وہ بھی ایک ہی ہو۔ اینٹیں پک جانے کے بعد باہر آجائیں اور فروخت ہوجائیں مسجد کے لیے۔ اینٹیں لگتی لگتی کچھ محراب میں جا کے لگیں اور کچھ اینٹیں وہاں لگیں جہاں لوگ بیٹھ کے استنجا کرتے ہیں۔ اچھا یہ دو اینٹیں ایک لگ گئی محراب میں اور دوسری لگ گئی غسل خانے میں۔ وہ بھی اینٹ ہے جو محراب میں لگی اور یہ بھی اینٹ ہے، یہ اینٹ پکاری کہ مجھے نہ پریشان کرو، میری اور محراب والی اینٹ کی عزت برابر ہے۔ وہ بھی اینٹ ہے، میں بھی اینٹ ہوں۔ تو کیا کرو گے؟ بھئی اینٹ تو ہے نا، لیکن وہ لگی کہاں؟ دوسری بھی

> اینٹ ہے، لگی کہاں؟ محراب میں۔ استنجے والی اینٹ اگر دعویٰ کرے کہ ہم دونوں برابر ہیں تو کیا کرو گے؟ اگرچہ وہ دونوں برابر نہیں لیکن پھر بھی اپنی ذلت وخفت مٹانے کے لیے محراب والی اینٹ کی توہین کرنا شروع ہوجاتی ہے، سمجھے! یہاں رومی رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں ؎
>
> چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
>
> میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

یعنی جب خدا کسی کی دنیا اور آخرت برباد کرنا چاہے تو اس کا منہ اپنے دوستوں کے خلاف کھول دیتا ہے۔(٤)

اینٹ کے بننے، پکنے، بکنے اور تعمیر میں استعمال ہونے کی مثال میں کتنی فصاحت و بلاغت ہے کہ معمولی فہم والا آدمی بھی باآسانی اس کی مدد سے مقصد کی بات سمجھ سکتا ہے۔ پھر چوں کہ سامعین میں ہر سطحِ فہم کے لوگ موجود ہوتے ہیں، کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں زبان وبیان کی لطافتوں سے شناسائی ہوتی ہے، کچھ چھلکے کی نسبت مغز کے شیدائی اور کچھ شعروسخن کے ذوق کے فدائی ہوتے ہیں۔ الغرض ہر سطحِ فکر کے لوگ موجود ہوتے ہیں جنہیں اپنی من پسندی کی یافت سے سروکار ہوتا ہے۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے زبان وبیان کی لطافتیں بھی برتیں، معانی ومفاہیم کے چشمے بھی جاری کیے اور فکر ودانش کی غذا بھی بہم پہنچائی اور شعروسخن کے گلزار بھی سجائے۔

محولہ بالا اقتباس سے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خطابت کی خاص ادبی جہت بھی واضح ہے یعنی آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے سامعین کو اپنی بات سمجھانے کے لیے مثالوں اور تشبیہات سے خوب کام لیتے تھے۔ خطابت کے ادب میں تشبیہات وتمثیلات اس قدر اہم ہیں کہ اگر انہیں خطابت کی خوبصورتی قرار دیا جائے تو اس میں مبالغہ آرائی نہیں ہوگی۔ غزالی

زماں مولانا سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے خوبصورت بیان سے ایک اقتباس دیکھیے:

فن کار خوش ہوتا ہے کہ اس کے فن کی تعریف کی جائے، آپ میرے ہاتھ چومیں، استقبال کریں، نذرانے دیں، مگر آخر میں آہستہ سے کہہ دیں کہ آپ نے جو تقریر کی وہ اتنی خاص نہیں تھی، تو بھلا میں کب خوش ہوں گا۔ نماز، روزہ عبادات سب کچھ کرنے کے بعد اگر اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کے مرتکب ہو جاؤ تو نیکی بدی ہو جائے گی، اچھائی برائی ہو جائے گی اور ساری عبادات منہ پہ ماردی جائیں گی۔(۵)

اسے کہتے ہیں حسنِ تمثیل کہ سامع اگر محض لکڑ ہارا ہو تو بھی بات باآسانی سمجھ لے۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی گفتگو میں اکثر وبیشتر تشبیہات وتمثیلات سے کام لیتے تھے اور تمثیل وتشبیہ کو باریکی سے جس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ واضح کرتے اور اپنی بات کا ابلاغ کرتے تھے وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہی خاصہ تھا۔ ذرا درسِ مثنوی کی ساتویں نشست کا ایک پُر کیف اقتباس ملاحظہ کریں:

دو قسم کے لوگ ہیں، ایک ایسے ہیں جو دنیا کے بالکل کنارے پر بیٹھے ہوئے ہیں اور دوسرے وہ ہیں جو دریا میں غوطے لگائے ہوئے ہیں۔ فضاؤں میں کتنے پرندے ہیں، گننا چاہو تو نہ گن سکو، شمار کرنا چاہو تو نہ شمار کرسکو۔ اتنے پرندے ہیں اور بے شمار درخت ہیں۔ ان میں پھل دار بھی ہیں اور بے پھل بھی اور پھل داروں پر بے شمار قسم کے پھل ہیں، لیکن ان میں ایک درخت ہے انجیر کا اور اس پر وہ خوبصورت اور کالے سیاہ رنگ کے جو پھل لگے ہوتے ہیں پکے پکے، دعوت دیتے ہیں اپنی طرف آنے کی اور دوڑ کے جاتے ہیں پرندے، قریب بھی جاتے ہیں، کچھ کھاتے

ہیں کچھ نہیں کھاتے، جو نہیں کھاتے ان کو روکا کس نے؟ اور جو کھاتے ہیں ان کو دعوت دی کس نے؟ اور پھر پرندہ محتاجِ دعوت کب ہے؟ اور اگر یہ محتاجِ دعوت ہیں تو جو کھاتے ہیں انہیں کون دعوت دیتا ہے، تو یہ پھل اس قسم کا ہے کہ اس سے روکنے یا دعوت دینے کی ضرورت نہیں، ہر پرندہ جانتا ہے کہ میری غذا کیا ہے، جب عام پرندے قریب آتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کھا تو لیں گے لیکن ہضم کون کرے گا؟ اس کے اثرات سے کون بچائے گا ہمیں؟ اس لیے وہ نہیں کھاتے اور جن کی یہ خوراک ہے وہ مزے سے کھاتے ہیں۔ یہاں حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ بندے بھی اسی طرح کے ہیں کہ جب اللہ ربّ العالمین نے عشق عام کیا تو بعض روحوں نے وہ جام پی لیے اور بعض نے نہیں پیے۔(٦)

معرفتِ الٰہیہ کے جام نوش کرنے اور محروم رہنے والوں کی تشبیہ پرندوں سے اور عشقِ الٰہی کی تشبیہ انجیر کے پھل سے (زیرِ درس مثنوی کے شعر میں انجیر کی مثال موجود ہے، لیکن پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت خوبصورتی سے کی) دعوت دینے یا نہ دینے، پھر دوڑ کے قریب جانے اور کھانے یا نہ کھانے سے مراد قسمت و مقدر، ہضم کرنے یا نہ کرنے کے آئینے میں ظرف واستطاعت کی تمثیل، پھر نہ کھانے اور مزے سے کھانے کی تشبیہ سے عمومیت وولایت کے جو مفاہیم جھلک رہے ہیں، جھومنے کو جی چاہتا ہے۔ بلاشبہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لیے الفاظ موم کی ناک کی مثل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسے چاہتے، جب چاہتے، جس کے لیے چاہتے انہیں اپنی مرضی و منشاء کے مطابق برتنا جانتے تھے۔

گذشتہ سطور میں پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خطبانہ ادب پر جو کچھ تحریر کیا گیا، وہ مشتے نمونہ از خروارے کا مصداق ہے جس کا خلاصہ حسبِ ذیل چند نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے:

۱۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خطابت کی مختلف جہتیں تھیں جن میں ادب کی جہت نمایاں ہے۔

۲۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دورانِ گفتگو چھوٹے چھوٹے خوبصورت جملے استعمال کرتے اوران میں تسلسل وروانی کا رنگ نمایاں ہوتا۔

۳۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بات سے بات نکالتے اور معانی ومفاہیم کے چشمے جاری کر دیتے۔

۴۔ دورانِ گفتگو ہلکا پھلکا مزاح اور بامعنی ظرافت و شگفتگی سے سامعین کے دل موہ لیتے، لیکن کسی کی دل آزاری کبھی نہ کرتے۔

۵۔ تشبیہات وتمثیلات برتتے اور اپنی بات کا ابلاغ خوبصورتی سے کرتے۔

۶۔ دورانِ گفتگو معیاری اور برمحل اشعار کا استعمال بھی کرتے۔

۷۔ سامعین کی ذہنی استعداد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے گفتگو کرتے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ خطاب، ۱۳ دسمبر ۲۰۱۳ء، جامعہ بھوٹ بدھال، تحصیل کلر سیداں

۲۔ خطاب بہ سلسلہ ''درسِ مثنوی'' جامع مسجد جوبلی ہائی کا ہے انگلینڈ (BAHAREMADINAH.COM)

۳۔ خطاب بہ سلسلہ ''امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کانفرنس'' ۹ جون ۲۰۱۴ء، صابر شہید اسٹیڈیم راولاکوٹ، آزاد کشمیر

۴۔ خطاب بہ سلسلہ ''امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کانفرنس، راولاکوٹ آزاد کشمیر

۵۔ مولانا غلام حسین قادری، تقریری زکات، کرماں والا بک شاپ لاہور، فروری ۲۰۰۷ء ص ۶۲۳

۶ خطاب بہ سلسلہ ''درسِ مثنوی'' رمضان المبارک، ساتویں نشست، نورٹی وی (NOORTV.CO.UK)

☆☆☆☆☆☆

چراغ نقشبندیہ مجددیہ

حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی غزنوی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد اختر چیمہ

سلسلہ طریقت نقشبندیہ کے مؤسس حضرت خواجہ خواجگان سید بہاؤ الدین نقشبند بخاری (م ۷۹۱ھ) ہیں۔ انہوں نے بخارا کے نواح میں قصرِ عارفاں نامی بستی میں وسط ایشیا کا بہت بڑا مرکز روحانیت قائم کیا جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سلوک و معرفت کا علمبردار تھا۔ اس درس گاہ بخارا میں خواجہ نقشبندیہ نے طریقت نقشبندیہ کے ایسے اصول وضوابط مرتب کئے جو شریعت محمدیہ ﷺ کا عملی نمونہ تھے۔ اس سلسلہ تصوف کو برصغیر میں منتقل کرنے والے بزرگ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دھلوی رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کی ذات بابرکات سے وابستہ ہوکر امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سر ہندی رحمۃ اللہ علیہ نے تربیت باطنی پائی۔ آپ نے مغل شہنشاہ اکبر اور جہانگیر کے ادوار میں ''ہند میں سرمایہ ملّت کے نگہبان'' بن کر قوم کی اصلاح احوال فرمائی اور دوقومی نظریہ کو پروان چڑھایا اور صحیح معنوں میں دوسری ہزاری کے مجدد کا فریضہ سرانجام دیا اور برصغیر اور دیگر ممالک اسلامیہ میں دور دور تک سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے انوار کو پہنچا دیا۔

حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی پیر غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ غزنی افغانستان سے کشمیر آکر آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ موہڑہ شریف کے خواجہ محمد قاسم موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے دامن شفقت سے وابستہ ہوئے اور یہاں سے خرقہ خلافت

عطا ہونے کے بعد نیریاں شریف آزاد کشمیر کو مرجع خلائق بنا دیا۔ خواجہ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ فیوضات روحانی کی تقسیم و ترسیل کے بعد ۱۹۷۵ء میں رحلت فرما گئے تو آپ کی سجادہ نشینی کا شرف آپ کے فرزند ارجمند حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوا۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سجادگی کا حق ادا کر دیا اور قصر عارفاں و سرہند شریف کی مانند نیریاں شریف کو بھی علم و عرفان کا گہواہ اور مرکز مہر و وفا بنا دیا۔

راقم الحروف کو زندگی میں دو بار قبلہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا:

۱۔ گورنمنٹ کالج فیصل آباد (حال جی سی یونیورسٹی فیصل آباد) میں شعبہ عربی کی وساطت سے منعقدہ قومی سیرت سیمینار بعنوان ''حضور ﷺ، پیغمبر امن و سلامتی، بتاریخ ۲۷، ۲۸/ مئی ۱۹۹۸ء میں قبلہ پیر صاحب سے شرفیابی کا موقع ملا۔

۲۔ بزرگوار پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی نے محی الدین اسلامی یونیورسٹی نیریاں شریف آزاد کشمیر میں اپنی وائس چانسلر شپ کے دوران پیر صاحب مرحول کی میزبانی میں ''تصوف تلاش احسن کی ہمہ گیر تحریک'' کے عنوان سے مئی ۲۰۰۰ء میں تصوف کانفرنس کا انعقاد کیا تو پیر صاحب سے شرف ملاقات نصیب ہوا، زہے نصیب۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۳۸ء میں ولادت پائی اور ابتدائی تعلیم آستانہ خانوادگی میں حاصل کی۔ پھر درسیات و ادبیات اور علوم و فنون کی تحصیل کے لیے مختلف مقامات پر تشریف لے گئے۔ معروف عالم دین مفتی محمد حسین نعیمی کے جامعہ نعیمیہ لاہور سے درس نظامی کی تکمیل کی اور دورہ قرآن حکیم کے لیے علاّمہ مولانا عبدالغفور ہزاروی کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہ کیے اور دورہ حدیث شریف کی خاطر محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں دار العلوم مظہر الاسلام جھنگ

بازار لائل پور (حال فیصل آباد) میں اقامت اختیار کی ''جنہوں نے کندن بنا کر ایہ امانت حضرت خواجہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں لوٹا دی۔''

پیر صاحب عالی مرتبت نے ظاہری دینی تعلیم و تربیت زمانے کے مشہور مراکز سے حاصل کرنے کے بعد روحانی تعلیم اور خرقہ خلافت اپنے والد گرامی سے حاصل کیا اور زندگی تبلیغ و اشاعت دین اور فروغ علم و عرفان کے لیے وقف کر دی۔ آپ کا مطمح نظر قدیم و جدید تعلیم سے طلبا و طالبات اور اہل ذوق کو سرفراز فرمانا تھا۔ اس مقصد کے حصول اور عشق و ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت کے لیے آپ نے متعدد کارہائے نمایاں انجام دیے۔

حضرت غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ سے مخلصانہ اور دوستانہ روابط استوار تھے۔ اُن کے کئی صاحبزادوں، بھتیجوں اور پوتوں کے بھیرہ شریف میں حضرت ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب فیض کیا۔ حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ بھی زندگی بھر خانوادہ ضیا الامت کی قدر و منزلت کے گرویدہ رہے۔ حضرت پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے روابط کے نتیجہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ قدیم و جدید نصابات پر مشتمل اداروں کے قیام کی طرف راغب ہوئے اور بلاشبہ آپ نے اسلام کی خدمت کے لیے خانقاہی نظام کو عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی سعی بلیغ فرمائی۔

عزت و ناموس رسالت ﷺ کی ذیل میں پیر صاحب ایک سچے اور پکے عاشق رسول ﷺ کا درجہ رکھتے ہیں۔ قبلہ پیر صاحب سفیر عشق رسول عربی، مجاہد تحریک تحفظ ناموس رسالت ﷺ اور گشتہ عشق رسول ﷺ ہیں۔ اس حوالے سے آپ کی خدمات بے مثل و بے مثال ہیں۔ آپ نے پوری زندگی رسالت مآب ﷺ کی محبت کو عام

کرنے میں بسر کی اور تادم واپسیں رسول کریم ﷺ کے ادب اور عزت و ناموس کی حفاظت کا فریضہ نہایت جانفشانی، لگن اور محبت و عقیدت سے ادا کرتے رہے۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید

ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لیے حضرت پیر صاحب نے حقوق انسانی کی متعدد عالمی تنظیموں اور اداروں کے راہنماؤں سے ملاقاتیں کیں اور عالمی اور بین الاقوامی سطح پر ناموس رسول معظم ﷺ کے مقدس علم کو بلند فرمایا۔ آپ نے اُن کے سامنے مسلمانوں کا مقدمہ نہایت موثر انداز میں پیش کیا اور اُن کے نام نہاد تصور آزادی اظہار کے مضمرات سے انہیں بخوبی آگاہ کیا۔ چنانچہ ادب مصطفیٰ اور ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لیے آپ شمشیر بے نیام بن کر سرگرم عمل رہے۔ یہی آپ کی حیات مستعار کا مقصد تھا اور یہی آپ کی تعلیمات کا نچوڑ تھا۔

محترم المقام پیر صاحب نے ۱۹۷۵ سے ۲۰۱۷ء تک اپنے بیالیس سالہ دور سجادگی میں نیریاں شریف میں خانقاہ غزنویہ نقشبندیہ مجددیہ کی وساطت سے علم و عرفان ظاہر و باطن کی ایک ایسی شمع نورانی اور ایسا مصطفوی چراغ روشن کیا جس کی کرنیں اور روشنی چار دانگ عالم میں پھیل رہی ہیں۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ اُن کو اپنے جوارِ رحمت میں بلند مقام پر فائز فرمائے اور اُن کے جانشینوں اور ارادت مندوں کو اپنی بارگاہ عالی پایہ سے بیشتر ہمت اور توفیق عطا فرمائے کہ وہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس چراغ نقشبندیہ مجددیہ کی ہر سو پھیلی روشنی میں اضافے کا موجب بنیں اور اُن کے شروع کردہ تعلیمی و روحانی منصوبوں کو کسی صورت کمزور نہ ہونے دیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین

کریں گے اہل نظر تازہ بستیاں آباد
محی الدین ٹرسٹ کے تحت قائم اداروں کا اجمالی تعارف

علامہ محمد ریاض احمد صمدانی

محی الدین اسلامی یونیورسٹی نیریاں شریف کی موجود خوبصورت اور عالیشان عمارت کے قیام سے بیس سال قبل ۱۹۶۹ء میں حضرت صاحبزادہ پیر نظام الدین قاسمی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۲ء) نے آستانہ عالیہ نیریاں شریف میں ایک دینی مدرسہ و سکول کے قیام کی درخواست پیش کی تو حضرت خواجہ پیر غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: یہاں ایک ایسی عظیم الشان درس گاہ قائم ہوگی جس میں مشرق و مغرب سے علم کے متلاشی آیا کریں گے اور اپنی علمی پیاس بجایا کریں گے۔ چنانچہ حضرت غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے آستانہ عالیہ کی مسجد کے شمال مشرق میں چند کمروں پر مشتمل مدرسہ "جامعہ محی الاسلام" کی بنیاد رکھی گئی۔ اس کا سنگِ بنیاد خود حضرت پیر غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا اور یوں حضرت پیر نظام الدین قاسمی کی نگرانی میں درسِ نظامی کی تدریس کا اجرا ہوگیا۔ ساتھ ہی مقامی آبادی کے نونہالوں کی مروجہ ابتدائی تعلیم کے لیے مرشد آباد نیریاں شریف کے قریبی بازار کے مرکز میں مڈل سکول بھی قائم کیا گیا۔ ان دونوں تعلیمی اداروں کی افتتاحی تقریب بڑے تزک و احتشام سے منعقد کی گئی جس میں مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے آزاد کشمیر کے اُس وقت کے صدر سردار محمد عبدالقیوم خان مرحوم مدعو تھے۔

حضرت پیر قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے درسِ نظامی کی تدریس کے لیے

راقم السطور نے پاکستان کی معروف دینی درس گاہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے فاضل حضرت مولانا عبدالرشید بندیالوی کی خدمات مہیا کیں۔ موصوف نے جامعہ محی الاسلام نیریاں شریف میں ایک عرصہ تک درس نظامی کی تدریس کا فریضہ بڑی تندہی سے انجام دیا۔ اسی سال حضرت خواجہ پیر غلام محی الدین غزنویؒ نے حضرت پیر محمد علاؤالدین صدیقیؒ کو دین اسلام کی تبلیغ کے لیے یورپ روانہ فرمایا۔ حضرت پیر غلام محی الدین غزنویؒ نے آستانہ عالیہ، مسجد و مدرسہ اور لنگر وغیرہ کے مہمانوں کی دیکھ بھال اور ان کے خورونوش سمیت دیگر مقامی معاملات صاحبزادہ نظام الدین قاسمیؒ کے سپرد فرمائے ہوئے تھے اور اندرون و بیرون ملک دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت، عوام الناس کی روحانی تربیت و اصلاح جیسی اہم ذمہ داری زیادہ تر حضرت قبلہ پیر علاؤالدین صدیقیؒ کے سپرد فرمائی ہوئی تھی۔ اس لیے آپ کے تبلیغی سفر کئی کئی مہینوں پر محیط ہوتے تھے۔

جامعہ محی الاسلام نیریاں شریف کے قیام کے بعد راولپنڈی کے مضافات چک بیلی خان آرائیکا اور میرا کے سنگھم پر آستانہ عالیہ کے دوسرے دارالعلوم جامعہ محی الاسلام کا قیام عمل میں آیا۔ یہ ادارہ بھی آغاز میں ایک چھوٹی سی مسجد، طلبہ کے لیے چند کمروں اور اساتذہ اور عملہ کے رہائشی مکان پر مشتمل تھا۔ ۱۹۷۳ء میں اس دارالعلوم کی مسجد و مدرسہ کی توسیع اور عمارات کی تعمیر نو کا پروگرام بنا تو ایک تاسیسی تقریب کا اہتمام کیا گیا جو حضرت خواجہ پیر غلام محی الدین غزنویؒ کے حکم سے حضرت پیر نظام الدین قاسمیؒ اللہ علیہ نے نہایت شان و شوکت سے منعقد کی۔ حضرت قبلہ پیر علاؤالدین صدیقیؒ ان دنوں بیرون ملک تبلیغی اسفار پر تھے۔ اس تقریب کی

صدارت تاجدار نیریاں حضرت خواجہ پیر غلام محی الدین غزنویؒ خود فرما رہے تھے اور سٹیج پر جید علماء کرام مشائخ عظام جلوہ افروز تھے۔ اس موقع پر مہمانِ خصوصی بھی ایک ایسی شخصیت تھی جو شریعت و طریقت کے علوم کا مجسم پیکر تھی۔ وہ شخصیت ضیاء الامت حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری تھے، لیکن بایں ہمہ علم و فضل حضرت تاجدار نیریاں شریف حضرت غزنویؒ کے سامنے سٹیج پر انتہائی مؤدبانہ و منکسرانہ انداز میں دوزانو بیٹھے تھے۔ آپ کا یہ عجز و انکسار آپ کا ایک ایسا امتیازی وصف ہے جس کا ہر وہ شخص معترف ہے جس کو آپ سے کبھی ملنے کا موقع ملا ہے۔ سنگِ بنیاد رکھنے سے پہلے ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے نہایت پُر وقار خطاب فرمایا، آپ نے ارشادِ ربانی:

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً۔

(اور کس کا رنگ خوبصورت ہے اللہ کے رنگ سے)

کے موضوع پر دلنشین و ایمان افروز خطاب فرمایا۔ آپ نے پوٹھواری و پنجابی زبان میں بڑی پیاری پیاری سادہ سادہ اور میٹھی میٹھی باتیں کیں۔ حضرت ضیاء الامتؒ کا ایک ایک لفظ اس دیہاتی مجمع کے دلوں میں اترتا جا رہا تھا۔ اس بابرکت تقریب کی نظامت و نقابت کی سعادت راقمِ سطور کو ملی۔ حضرت ضیاء الامتؒ کے خطاب کے بعد قبلۂ عالم پیر غلام محی الدین غزنویؒ نے مسجد و مدرسہ کا ''سنگِ بنیاد'' حضرت پیر محمد کرم شاہؒ سمیت خود اپنے دستِ مبارک سے رکھا اور پھر اس چشمۂ علم و حکمت کے تادیر جاری و ساری رہنے اور عوام کی اس کے علمی و روحانی فیضان سے فیض یاب ہونے کی دعا فرمائی۔ آج اس سنگ بنیاد پر جامع مسجد محی

الاسلام، دار العلوم محی الدین اور محی الدین سکول و کالج، کی وسیع عریض، خوبصورت اور بلند و بالا عمارات ایستادہ ہیں جن سے علوم وفنون اور معارف و ایقان کے سوطے پھوٹ رہے ہیں اور تشنگانِ علم وعرفان اپنی پیاس بجھا رہے ہیں۔

نیریاں شریف وادیٔ کشمیر کا انتہائی سرد علاقہ ہے۔ جون جولائی ایسے گرم ترین مہینوں میں بھی یہاں گرم لباس اور رات کو کمبل اور لحاف وغیرہ استعمال کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے خواجہ غلام محی الدین غزنوی قدس سرہ العزیز برفباری کے موسم میں جامعہ محی الاسلام نیریاں شریف کے طلبہ کو چک بیلی خان دار العلوم میں منتقل فرما دیتے اور گرمیوں کے موسم میں چک بیلی خان مدرسہ کے طلبہ کو نیریاں شریف لے جاتے تھے تا کہ دونوں مدارس کے طلبہ پرسکون اور خوشگوار ماحول میں تعلیم حاصل کر سکیں۔

حضرت پیر غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کے جانشین حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عظیم والد گرامی کی مسند تلقین و ارشاد کو سنبھالا تو دار العلوم محی الاسلام کی شاخوں کا علمی و روحانی سایۂ کرم ایک جہان پر پھیلا دیا۔ آج اس ادارے کی خشتِ اوّلیں پر درجنوں بڑے بڑے بین الاقوامی معیار کے حامل ادارے قائم ہیں جو اندرون و بیرون ملک خصوصاً یورپ کے مختلف ممالک میں دین اسلام کا نور پھیلا رہے ہیں۔ حضرت قبلہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تاجدار اعلیٰ نیریاں شریف کے اسم گرامی ''غلام محی الدین'' کی معنوی مناسبت سے محی الدین ٹرسٹ قائم فرمایا جس کے تحت اندرون و بیرون ملک میں بیسیوں دینی مراکز اور تعلیمی و تدریسی و رفاہی ادارے اپنے اپنے اہداف کی جانب گامزن ہیں۔ یہ ٹرسٹ مقامی نہیں بلکہ بین الاقوامی حیثیت کا حامل ادارہ ہے۔ ٹرسٹ کے تحت اندرون و بیرون ممالک جاری تعلیمی

و رفاہی منصوبوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

جامع مسجد محی الدین نیریاں شریف:

آستانہ عالیہ نیریاں شریف پر ایک گنبد اور دو بلند و بالا میناروں والی بڑی خوبصورت دو منزلہ مسجد تعمیر کی گئی ہے جس میں دو ہزار سے زائد افراد کے بیک وقت نماز ادا کرنے کی گنجائش موجود ہے۔ مسجد کے صحن کے باہر جنوب مشرق میں خواجہ غلام محی الدین غزنوی قدس سرہ کا مزار ہے جس پر عالیشان خوبصورت گنبد بنا ہے۔ اس کے ساتھ ملحق ایک بلند مینار ہے جو صاحبِ مزار کی عظمت و رفعتِ شان کا مظہر ہے۔ مزار شریف کے بالکل سامنے صحن مسجد کے باہر شمال مشرق کی طرف صاحبِ سجادہ کی نشست گاہ ہے جہاں ملاقاتی حضرات صاحبِ سجادہ کی زیارت اور ملاقات سے باریاب ہوتے ہیں۔ اس مسجد کے بانی اور مؤسس اول خود حضور قبلہ عالم قدس سرہ ہیں تاہم آپ کے جانشین حضرت قبلہ پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی خاطر خواہ توسیع و تزئین فرمائی۔

محی الدین اسلامی یونیورسٹی نیریاں شریف:

یہ جامعہ آستانۂ عالیہ نیریاں شریف کے سامنے جنوب مغرب میں فرازِ کوہ پر ساٹھ کنال کے رقبے پر پھیلی ہوئی ہے۔ یہ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے مبارکہ پر چار بڑے اور وسیع و عریض بلاکوں پر مشتمل ہے۔ اس عظیم یونیورسٹی کا سنگِ بنیاد حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اکتوبر ۱۹۸۹ء میں رکھا اور چھ برس کے عرصہ میں اس کی عمارت مکمل ہوئی۔

۱۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بلاک: یہ تین منزلہ بلاک اڑتالیس کمروں پر مشتمل ہے۔

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بلاک: یہ بھی تین منزلہ بلاک ہے اور چھتیس کمروں پر مشتمل ہے۔

۳۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بلاک: یہ چار منزلہ بلاک ہے اور دو بڑے ہالوں اور انیس کمروں پر مشتمل ہے۔ایک بڑا ہال اساتذہ اور طلبہ کے لیے پنج گانہ نماز ادا کرنے کے مختص ہے۔

۴۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بلاک: یہ پانچ منزلہ سب سے بڑا اور عالیشان بلاک ہے جو چھیاسی کمروں پر مشتمل ہے۔

۵۔ دارالحدیث: یہ دورۂ حدیث اور علم حدیث کی تدریس کے لیے مختص بہت خوبصورت اور کشادہ ہال ہے جس کی تعمیر و تزئین پر سب سے زیادہ کام ہوا ہے اور یہ نہایت قابلِ دید ہے۔

۶۔ مطعم / ڈرائننگ ہال: یہ بیک وقت چھ سو سے زائد نشستوں پر مشتمل انتہائی صاف ستھرا کشادہ و خوبصورت ڈائننگ ہال ہے جہاں یونیورسٹی طلبہ اور اساتذہ بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ علاوہ ازیں یونیورسٹی کی ایک مارکیٹ ہے جس میں متعدد دکانیں، بینک اور کیفے ٹیریا وغیرہ ہیں جہاں یونیورسٹی، کالج اور سکول کے طلبہ و اساتذہ اور عملہ کے افراد کے لیے ضروریاتِ زندگی کی اشیاء دستیاب ہیں۔

محی الدین ہائی سکول اور کالج نیریاں شریف:

یہ یونیورسٹی کے دامن سے وابستہ چار کنال پر محیط ایک سو پینتیس کمروں پر مشتمل بہت ہی خوبصورت چھ منزلہ عمارت ہے۔ محی الدین ہائی سکول اور کالج دونوں یونیورسٹی کے ذیلی ادارے ہیں۔ مزید برآں لڑکوں کے لیے ہائی سکول اور کالج علیحدہ ہے اور

لڑکیوں کے لیے ہائی سکول اور کالج علیحدہ ہے۔ جہاں سکول و کالج کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلامی و دینی تعلیم بھی ترجیحی بنیادوں پر دی جاتی ہے۔ حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی، تعلیمی، اور روحانی جدوجہد کی بدولت نیریاں شریف آج علم و حکمت اور شریعت وطریقت کے علوم و معارف کا ایک ایسا مرکز بن کر ابھرا ہے جہاں کئی اہم علوم و فنون کی تعلیم کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے نیریاں شریف کی یہ عظیم خانقاہ جہانِ تصوف وطریقت میں روشنی کا وہ مینار ہے جو امتِ مسلمہ کو اپنی حقیقی منزل کی راہ دکھاتا ہے اور وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ کے فیضان کی عملی تصویر پیش کرتا ہے۔

حضرت قبلہ پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنی اس روحانی و علمی عملی تحریک کا مدعا ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: علم کے دانش کدے تصوف سے خالی ہوں اور صوفیا علم شریعت سے خالی ہوں تو ناکامی قدم قدم پر رکاوٹ کا باعث بنتی ہے۔ تصوف علم شریعت کا محتاج ہے اور علم شریعت کے فیضان کو تقسیم کرنے کے لیے تصوف ضروری ہے۔ جو علما کرام تصوف سے عاری ہیں اور جو صوفی علم شریعت سے خالی ہیں وہ اسلام کا پیغام لوگوں کی روحوں تک پہنچانے میں ہمیشہ بلکہ ہر قدم پر ناکام رہے ہیں۔ صرف وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جن کے دل بھی، نظر بھی اور سوچ بھی تھی، علم بھی تھا اور عشق بھی، اَدب بھی تھا اور عمل بھی، وہ آنکھیں بند کرتے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضری ہوتی،

وہ سَر جھکاتے تو آسمان سے گزر جاتے۔ وہ اپنے قول و عمل سے کائنات والوں کے دلوں میں فیضانِ مصطفوی ﷺ کا نور اُتارتے رہے۔ اسی حسین و جمیل دور کے اِعادے کے لیے اس پروگرام کو وضع کیا گیا ہے تا کہ آنے والی نسل آپ کے فیضانِ محبت سے نبی پاک ﷺ کے دین کی سفیر اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی فقیر بن جائے۔

گزشتہ صفحات پر نیریاں شریف میں محی الدین ٹرسٹ کے تحت قائم پانچ مرکزی اداروں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ذیلی سطور میں، نیریاں شریف کے ان گراں قدر مرکزی دانش کدوں کے علاوہ دیگر مقامات پر محی الدین ٹرسٹ کے تحت قائم دیگر دینی و رفاہی اداروں کے نام و مقام اور محل وقوع ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ محی الدین میڈیکل کالج میر پور آزاد کشمیر
۲۔ محی الدین تدریسی و تربیتی ہسپتال میر پور آزاد کشمیر
۳۔ محی الدین میڈیکل ہسپتال، تراڑکھل پونچھ آزاد کشمیر
۴۔ محی الدین انفارمیشن ٹیکنالوجی یونیورسٹی، کلر کہار
۵۔ محی الدین انسٹیٹیوٹ آف انفارمیشن اینڈ مینجمنٹ ٹیکنالوجی، اسلام آباد ۶۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، ہجیرہ پونچھ
۷۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، بلوچ، پونچھ
۸۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، مظفر آباد
۹۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، راڑہ، مظفر آباد

۱۰۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، پلیر، مظفر آباد
۱۱۔ محی الدین اسلامی گرلز سکول کالج، مظفر آباد
۱۲۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، پنڈ وڑہ، مظفر آباد
۱۳۔ صدیقی ایجوکیشنل کلاسز، مظفر آباد
۱۴۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، سہنسہ
۱۵۔ محی الدین اسلامی سکول برائے طلبہ و طالبات، چڑھوئی، کوٹلی
۱۶۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، چڑھوئی کوٹلی
۱۷۔ محی الدین اسلامی گرلز سکول و کالج، کہوٹہ، راولپنڈی
۱۸۔ محی الدین اسلامی گرلز سکول و کالج، چک بیلی خان
۱۹۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، چک بیلی خان، راولپنڈی
۲۰۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، کلر سیداں، راولپنڈی
۲۱۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، ٹمیرا، جہلم
۲۲۔ محی الدین اسلامی سکول، ٹمیرا، جہلم
۲۳۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، سید حسین، دینہ، جہلم
۲۴۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، سوہاوہ
۲۵۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، لالہ موسیٰ، گجرات
۲۶۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، کامونکی، گوجرانوالہ
۲۷۔ محی الدین اسلامی گرلز سکول و کالج، خوشاب
۲۸۔ محی الدین اسلامی گرلز سکول و کالج، کند چکوال

۲۹۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، ساہیوال

۳۰۔ محی الدین اسلامی گرلز سکول و کالج، ساہیوال

۳۱۔ محی الدین اسلامی سکول، اقبال نگر ساہیوال

۳۲۔ محی الدین اسلامی سکول و کالج برائے طلبہ، فیصل آباد

۳۳۔ محی الدین اسلامی سکول و کالج برائے طالبات، فیصل آباد

۳۴۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، فیصل آباد

۳۵۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، حیدر آباد، سندھ

۳۶۔ محی الدین بوائز سکول، حیدر آباد، سندھ

۳۷۔ محی الاسلام کالج، چوک اعظم، لیہ

محی الدین ٹرسٹ کے تحت برطانیہ میں قائم چند دینی و رفاہی ادارے:

۱۔ نورٹی وی (اسلامی ٹیلی ویژن چینل) آسٹن، برمنگھم

۲۔ جامعہ محی الدین صدیقیہ، آسٹن برمنگھم

۳۔ محی الدین گرلز کالج، آسٹن برمنگھم

۴۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، ایسٹ ہیم لندن

۵۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، اولڈہیم مانچسٹر

۶۔ محی الدین گرلز کالج، بَرنلے لنکا شائیر

۷۔ جامعہ محی الدین صدیقیہ، ایڈنبرا، سکاٹ لینڈ

☆☆☆☆☆

روداد سیمینار بیاد حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

رپورٹ: غلام مصطفیٰ دائم اعوان

متعلم دار العلوم محمدیہ غوثیہ، خیابانِ کرم چک شہزاد، اسلام آباد

شیخ العالم حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ نیریاں شریف کی کثیر الجہت سماجی، رفاہی، تعلیمی، دینی و روحانی اور قومی و ملّی خدمات رفیعہ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے وزیر مملکت برائے مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی حضرت پیر محمد امین الحسنات شاہ مدظلہ نے ۲۶ مارچ بروز اتوار اسلام آباد ہوٹل اسلام آباد میں ایک عظیم الشان تعزیتی سیمینار کا انعقاد کیا جس میں ملک کی نامور علمی و روحانی شخصیات اور عامۃ الناس نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ سیمینار کی دعوت و میزبانی اور مہمانانِ گرامی کی آمد و رفت کے جملہ انتظامات کی ذمہ داری پیر ممتاز احمد ضیاء پرنسپل دار العلوم محمدیہ غوثیہ اسلام آباد نے بحسن و خوبی ادا کی۔ سیمینار کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کی سعادت قاری فخر الدین نے حاصل کی جبکہ بارگاہ سرور کونین ﷺ میں ارمغانِ نعت پیش کرنے کا شرف مولانا محمد صدیق مصطفائی کے حصّے میں آیا۔ شیخ العالم حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں مولانا قاری تصور حسین چشتی نے منقبت پیش کی جبکہ نقابت کے فرائض علاّمہ غلام فاروق بہاؤ الحق ضیاء نے انجام دیے۔

اس روحانی و نور بداماں محفل کے پہلے مقرر علاّمہ مفتی ضمیر احمد ساجد تھے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ پیر اور صوفی کا لفظ جہاں اتنا محتشم اور محترم ہے، اس زمانے

میں اسی قدر اس کا استہزاء بھی کیا جا رہا ہے۔ یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ اِس زوال اور خسران کا سبب یہ ہے کہ غیر اہل افراد کو مسندِ ارشاد پر بٹھا دیا گیا ہے۔ جس سے اس مسند کا تقدس بری طرح پامال ہو رہا ہے۔ حضرت شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عمل کے ذریعے لفظِ صوفی کو نکھارا ہے اور بتایا ہے کہ صوفی وہ ہوتا ہے جس کی جلوت و خلوت اور ظاہر و باطن تعلق باللہ اور تعلق بالرسول ﷺ کی ثروت لازوال سے مزین و معمور ہو۔ وہ قطعاً صوفی نہیں ہوسکتا جو منشیات و مسکرات کا خوگر ہو، حیا سوزی کا علمبردار اور روحانیت سے عاری ہو۔ حضرت شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ نے پیرِ روم کی مثنوی کو اوّلاً پڑھا، اس کے رموز و حقائق سے نقاب اٹھائے اور اسرارِ حقیقت کے بحرِ عمیق میں غواصی کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ گوہر ہائے گراں مایہ دنیا کے سامنے پیش کیے جن کی شادابی اور چمک آج کے ظلمت کدے میں سراغِ منزل کا سامان ہیں۔ اس پُر آشوب دور میں جبکہ اسلام پر حرف گیری و خزف گیری کی جا رہی ہے اور ناموسِ رسالت ﷺ پر حملے ہو رہے ہیں، ایسے حالات میں بڑے بڑوں کے پائے استقامت میں لغزش آ جاتی ہے لیکن شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ نے برمنگھم میں تمام مذاہب کے اربابِ فکر کو بلایا، یہود و نصاریٰ کو مدعو کیا، سکھوں اور ہندوؤں کو دعوت دی اور ان سب کو اسلام کے آفاقی پیغامِ امن و سلامتی سے آگاہ کیا اور گستاخیوں کے مرتکبین کو جرأت مندانہ طریقے سے للکارتے ہوئے کہا کہ کسی بھی مسلمان یا غیر مسلم کو یہ حق قطعاً نہیں حاصل کہ وہ سید الانبیاء ﷺ کی عصمت و حُرمت پر دریدہ دہنی کا مظاہرہ کرے۔ شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ اس انداز میں گزارا کہ جس سے مخلوقِ خدا کو بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔

اس موقع پر محی الدین اسلامی یونیورسٹی نیریاں شریف کے وائس چانسلر ڈاکٹر محمد

ضیاء الحق یوسف زئی نے اپنے خطاب میں کہا کہ رفتگان کی یاد میں تقاریب کا انعقاد ہماری دینی ثقافت کا حصّہ ہے۔ ان کے محاسن کا ذکر کرنے سے نہایت دوررس نتائج بر آمد ہوتے ہیں۔ ان کی حیات کے کارہائے نمایاں لوگوں کے سامنے واضح ہو جاتے ہیں اور یوں وہ اپنے پیغام کے توسط سے لوگوں کے دلوں میں تادیر زندہ رہتے ہیں۔ حدیث شریف **اذکروا محاسن موتاکم** کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ چند مخصوص دِنوں تک اپنے رفت گان کا ذکر ہو اور پھر ان کی ذات زینتِ طاقِ نسیاں ہو جائے بلکہ اس حدیث میں "**اذکروا**" کا مطلب یہ ہے کہ ان کا بار بار ذکر کرو، انفرادی اور اجتماعی سطح پر ان کے تذکار جمیل چھیڑو اور ان کے پیغام سے اہل دنیا کو شناسا کر دو۔

انہوں نے مزید نے کہا کہ حضرت شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ہمہ جہت نگینہ تھی جو اپنے اردگرد رہنے والوں کو نہ صرف ظاہراً چمکاتا ہے بلکہ باطن کو بھی مصفّٰی کر دیتا ہے۔ ان کی زندگی کے تین پہلو زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ ۱۔ اشاعتِ تعلیم، ۲۔ خدمتِ خلق، ۳۔ علم دین کی تبلیغ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ طریقت میں وقت کے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور شریعت میں زمانے کے غزالی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اشاعت تعلیم کے سلسلے میں آپ کی خدمات بے مثال ہیں۔ محبت و شفقت اور رافت و الفت میں آپ اعلیٰ اخلاقی مرتبے پر فائز تھے۔ آپ کی حیات مستعار کا لمحہ لمحہ عہد ساز اور زمانہ ساز تھا۔ انہوں نے اپنے ایک خواب کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ میں نے شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے ایک روز پہلے رات کو خواب میں دیکھا کہ میں کشمیر کے ایک نامعلوم مقام پر ہوں، میری بائیں طرف ایک بڑی چٹان ہے، اتنے میں ایک خوبصورت نوجوان میرے قریب آتا ہے، علیک سلیک کے بعد اس نوجوان نے میری بائیں طرف کی چٹان کو اٹھا

لیا۔ میں بہت حیران ہوا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک نوجوان اتنی بڑی چٹانیں کو بآسانی اٹھالے، اس نے میری حیرانی میں مزید اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ تو ایک چٹان ہے، میں اس جیسی کئی اور چٹانیں اٹھا سکتا ہوں۔ یہ کہتے ہوئے اس نے چٹان کو ایک دوسرے مقام پر پیوست کر دیا اور وہ یوں پیوست ہوگئی کہ گویا وہ جگہ اسی کے لیے خالی کی گئی تھی۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ صبح اٹھا تو معلوم ہوا کہ حضرت شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ تھوڑا سا غور کیا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ چٹان بلاشبہ حضرت شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی ہی تھی۔ اللہ پاک ان کی تربت پر اپنی کروڑ ہا ر رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

فاضل نوجوان صاحبزادہ سید محمد عتیق الرحمٰن شاہ نے اپنی گفتگو میں کہا کہ حیات انسانی کے دو گوشے ہوتے ہیں، ایک جینا اور دوسرا زندہ رہنا۔ جہاں تک جینے کا تعلق ہے تو وہ صرف انسان ہی نہیں جیتے بلکہ حیوان بھی جیتے ہیں اور نہ صرف مسلمان بلکہ کافر بھی جیتے ہیں، لیکن زندہ صرف وہی رہتے ہیں جن کے قلوب اللہ تعالیٰ کی محبت اور رسول اللہ ﷺ کے عشق کی عظیم دولت سے معمور ہوتے ہیں۔ وہ نہ صرف خود زندہ رہتے ہیں بلکہ اپنے فیضان سے ہزاروں مُردہ ضمیروں کو بھی حیات ابدی عطا فرما دیتے ہیں۔ حضرت شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام تمام عالمین کے لیے نور ہدایت کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ نے اپنے ہر مرید کے دل میں محبتِ رسول ﷺ کی شمع جلائی ہے۔

ڈاکٹر محمد طفیل سابق پروفیسر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد نے ''خانقاہی نظام کی درخشندہ روایات کے امین .... پیر محمد علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ'' کے موضوع پر مختصر گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ تعلیم و تعلم، اشاعتِ اسلام اور

خدمتِ انسانیت جیسے امور حضرت شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ کا اوڑھنا بچھونا تھے۔ آپ کی قائم کردہ محی الدین اسلامی یونیورسٹی دینی و عصری علوم کا خوبصورت مرکز ہے۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم نے دینی اور دنیوی تعلیم کے مابین ایک خلیج بنا رکھی ہے جبکہ پاکستانی آئین کے مطابق ہم اس بات کے پابند ہیں کہ ہمارا نظام تعلیم ایسا ہو جو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور رسول خدا ﷺ کی محبت و اطاعت کا درس دے۔ میں دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کے نظام تعلیم سے بہت خوش ہوں اور حضرت ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ کی فراست کو سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے آج سے پون صدی قبل مستقبل کے تقاضوں کا ادراک کیا اور اپنے ادارے میں دینی و دنیوی تعلیم کا حسین امتزاج پیدا کیا۔ حضرت شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی وژن تھا کہ دینی اور عصری دونوں قسم کی تعلیم کو فروغ دیا جائے، سو آپ نے اس ضمن میں قابلِ تحسین خدمات انجام دیں۔ ڈاکٹر صاحب نے مزید کہا کہ ولی اللہ کے تین مدارج ہوتے ہیں۔ ۱۔ فنا فی الشیخ، ۲۔ فنا فی الرسول ﷺ، ۳۔ فنا فی اللہ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بلا مبالغہ ان تینوں مدارج کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔ پاکستان کی طرح بیرون ملک بھی شیخ العالم کی خدمات قابل قدر ہیں۔ تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے مسئلہ پر آپ کی گراں قدر خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ان کے پیغام امن و سلامتی کو تمام دنیا تک پہنچائیں۔ میری ان کے قرابت داروں سے درخواست ہے کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مفصل، جامع اور علمی سوانح حیات ترتیب دیں جس میں آپ کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہو۔

چیئر مین قرآن بورڈ پنجاب، مولانا غلام محمد سیالوی نے اپنے خطاب میں کہا کہ کچھ لوگ ہوتے ہیں جو صرف مر جاتے ہیں اور کچھ لوگ ہوتے ہیں جو مر کر بھی زندہ

رہتے ہیں۔ بلاشبہ شیخ العالم ؒ کا شمار دوسری قسم کی شخصیات میں ہوتا ہے۔ میری ان سے بارہا ملاقات ہوئی۔ میں نے ہمیشہ اللہ اور رسول کریم ﷺ کی محبت کا عکس ان کے رُخ روشن پر عیاں دیکھا۔ جو احترام اور محبت مجھے ان سے ملی وہ ناقابل فراموش ہے۔ آپ نے دین اسلام کی اشاعت نہ صرف تعلیم و تدریس کے ذریعے کی بلکہ آپ نے روحانی فیض، فلاحی امور اور خدمتِ خلق کو بھی وسیلہ تبلیغ بنائے رکھا۔ حدیث پاک میں ہے کہ انسان جب مر جاتا ہے تو اس کے تمام کام منقطع ہو جاتے ہیں لیکن علمِ نافع، اولادِ صالح اور صدقہ جاریہ وہ امور ہیں جو بعد از مرگ بھی کام آتے ہیں۔ آپ بلاشبہ اس حدیث کا مصداق ہیں اور بعد از وصال بھی اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں سے شادکام ہو رہے ہوں گے۔ آپ زندہ رہے تو بھی بے مثال اور پردہ فرمایا تو ہزاروں آنکھوں کو اشکبار کیا۔ اگر تلاش بسیار بھی کی جائے تب بھی آپ جیسا دُرِ شہوار نہ ملے۔ اللہ پاک آپ کی قبر انور پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

سرپرست انصار الامہ مولانا فضل الرحمٰن خلیل نے اس موقع پر کہا کہ حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی ؒ نے نہ صرف دینی اعتبار سے بلکہ دنیوی اعتبار سے بھی وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں کہ ان کی مثال محال ہے۔ انہوں نے ایک صوفی او رپیر کی حیثیت سے عملاً یہ ثابت کیا کہ صوفی وہ نہیں ہوتا جو محض توہم پرست اور شراب و نشے کا خوگر ہو بلکہ اللہ کا حقیقی ولی تو وہ ہوتا ہے جو نہ صرف خود روحانی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی ذات سے منسلک ہوتا ہے بلکہ مریدین کا رابطہ بھی خالق کائنات سے جوڑتا ہے۔ پیر صاحب ؒ نے مسلکی سطح سے بالاتر ہو کر قابل فخر اور لائق تحسین خدمات انجام دی ہیں۔ ہمیں ان کی ذات سے راہنمائی حاصل کرنا چاہیے۔

سابق وفاقی وزیر صاحبزادہ پیر نور الحق قادری نے کہا کہ بھیرہ شریف اور نیریاں شریف کا باہمی تعلق بہت گہرا اور دیرینہ ہے۔ امام شافعی ؒ کے سامنے جب امام اعظم ابو حنیفہ ؒ کا تذکار جمیل کیا جاتا تو آپ ؒ فرمایا کرتے کہ میرے سامنے نعمان بن ثابت ؒ کا بار بار ذکر کیا کرو، کیوں کہ وہ ایسی مشک کی مانند ہیں جو ہر بار نئی خوشبو دیتی ہے۔ اس محفل میں حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی ؒ کا ذکر خیر بھی وہی حقیقت رکھتا ہے۔ آپ ؒ نے دنیا بھر میں اسلام کا پیغام جس جانفشانی سے پہنچایا وہ محتاج بیان نہیں۔ آپ ؒ نے توحید کے علم جگہ جگہ گاڑھے اور ناموسِ رسالت ﷺ کے تحفظ کی خوشبو نگر نگر پھیلائی۔

ہمارے ممدوح نے خانقاہوں کو یہ پیغام دیا کہ زہد و ورع اور عبادت و ریاضت میں ہی اسلام محصور نہیں بلکہ اس کی دیگر بہت سی جہات بھی ہیں۔ آپ ؒ نے اقبال ؒ کے پیر، مولانا روم ؒ کی مثنوی کو پھر سے زندہ کیا اور تصوف و اخلاق کے نور سے اہل عالم کے قلوب و اذہان کو منور کیا۔ حضرت شیخ العالم ؒ اسلامی فلسفۂ اخلاق کی حسین تصویر تھے۔

سابق صدر آزاد کشمیر حاجی محمد یعقوب خان نے اپنی گفتگو میں کہا کہ یہ ہمارا شرف ہے کہ حضرت شیخ العالم ؒ کا تعلق کشمیر سے تھا۔ آپ ؒ نے کشمیری مظلوموں پر بھارتی جور و ظلم کی ہمیشہ مذمت کی اور اس کے خلاف کلمۂ جہاد بلند کیا۔ آپ ؒ نے جب دیکھا کہ ریاست آزاد کشمیر میں اعلیٰ تعلیمی اداروں کی قلت ہے تو آپ نے محی الدین اسلام یونیورسٹی قائم کی اور فروغ تعلیم کے لیے ہر ممکن اقدامات کیے۔ ان شاء اللہ آپ ؒ کا مشن تادیر جاری رہے گا۔

پاکستان پیپلز پارٹی آزاد کشمیر کے راہنما چودھری محمد یٰسین نے کہا کہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام کے ایک عظیم اسکالر تھے۔ آپ نے وہ کارہائے نمایاں سر انجام دیے جو ایک عام بندے کے بس کی بات نہیں ہے۔ آپ نے ۲۰۰۱ء میں آزاد کشمیر میں پہلا نجی میڈیکل کالج بنوایا اور ریاست میں محی الدین اسلامی یونیورسٹی کا قیام عمل میں لائے۔ آپ نے ایک ٹی وی چینل قائم کیا جو خالصتاً دینی پروگرام پیش کرتا ہے۔ مجھے ایک دفعہ فرمانے لگے کہ چودھری یٰسین! میں اس چینل کی ترقی کے لیے کیا کروں؟ میں نے عرض کیا کہ آپ اس پر سیاسی پروگرام نشر کریں اور اشتہارات بھی چلائیں۔ آپ فرمانے لگے کہ میں اگر ایسا کروں گا تو لازمی بات ہے کہ ٹی وی پر عورتیں بھی آئیں گی۔ میں نہیں چاہتا کہ چینل چلانے کے لیے مطلوبہ پیسے کی خاطر ایک غیر شرعی کام کروں۔ آپ نے ایک دفعہ مجھ سے اپنی دلی خواہش کا اظہار کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ برمنگھم کے اس آسٹن پارک میں لاکھوں کا جمِ غفیر ہو اور وہ اللہ اللہ کی فلک شگاف صداؤں سے گونج رہا ہو۔ بس کچھ ہی دنوں کی دیر تھی۔ آپ کی وفات پر چشمِ فلک نے وہ نظارہ دیکھا کہ وہی آسٹن پارک ہے اور وہی کلمۃ اللہ کا ورد اور وہی لاکھوں کا مجمع جس کی خواہش آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چند روز پہلے کی تھی۔

اس موقع پر آزاد کشمیر کے صدر سردار مسعود خان نے اپنی گفتگو میں کہا کہ وہ لوگ بہت خوش نصیب ہوتے ہیں جن کے جانے کے بعد بھی دنیا ان کی اچھائیوں کا ذکر جمیل کرتی ہے۔ حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے میں اتنا زیادہ واقف نہیں تھا مگر جب میں نے انہیں پہلی مرتبہ سنا تو ان کے خوبصورت جملوں اور

حسین الفاظ نے مجھے اپنا گرویدہ کر لیا۔ میں نے جب انہیں دیکھا تو ان کے چہرے پر نور اور طمانیت قلب کے واضح اثرات موجود تھے۔ آپ نے سخت دقیق بلکہ ادق مسائل پر اِس قدر سہل انداز میں بحث فرمائی کہ کئی گنجلک راہیں ہموار ہو گئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمہ جہت شخصیت تھے۔ آپ نے مثنوی کے درس کے ذریعے پیغام رومی رحمۃ اللہ علیہ کو بلکہ پیغام قرآنی کو عالمِ کل تک پہنچایا۔ تعلیم و تعلم اور تربیت و اصلاح میں آپ کی خدمات گراں قدر ہیں۔ ذرائع ابلاغ کے میدان میں "نور ٹی وی" کا قیام آپ کا ایک احسن قدم ہے جس کے مثبت اثرات سے معاشرہ مستفید ہو رہا ہے۔ انہوں نے انتہا پسندی کو بالکل ختم کیا۔ خدمتِ خلق کے شعبے میں بھی آپ کی خدمات قابلِ تحسین ہیں۔ آپ نے اپنے عمل کے ذریعے صوفی کے صحیح تشخص سے عوام کو شناسا کیا۔ صدر آزاد کشمیر نے اس موقع پر شرکاء سے مقبوضہ کشمیر کے مظلوم عوام کے حق میں آواز اٹھانے کا مطالبہ کیا اور ان پر ڈھائے جانے والے ظلم و ستم سے شرکاء کو آگاہ کیا۔

آخر میں اس پُر وقار تقریب کے صدر نشین، حضرت پیر محمد امین الحسنات شاہ مدظلہ العالی نے صدارتی کلمات ارشاد فرمائے۔ انہوں نے اپنی گفتگو میں حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمہ جہت خدمات کو زبردست الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا۔ آپ نے کہا حضرت شیخ العالم عصر حاضر میں خانقاہی نظام کی آبرو تھے۔ آپ نے اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی میں بسر کی۔ اللہ تعالیٰ کا آپ پر خصوصی فضل تھا۔ آپ نے اپنی جملہ صلاحیتوں کو علم دین کے فروغ اور تعلیمی اداروں کے قیام کے لیے وقف کیے رکھا اور اپنے عقیدت مندوں کو بھی اسے

راستے پر گامزن کیا۔ انسانی زندگی فنا سے عبارت ہے لیکن جو لوگ اس حقیقت کا ادراک کر لیتے ہیں وہ ایسے کام کر گزرتے ہیں جو قیامت تک ان کی بقا کا سبب بن جاتے ہیں۔ حضرت شیخ العالم بھی انہیں اصحاب فراست میں سے تھے اور آپ کے کارنامے قیامت تک اسلام کا نور پھیلاتے رہیں گے اور یوں شیخ العالم کا تذکرہ باقی رہے گا۔

شرکائے سیمینار یہ احساس لے کر واپس لوٹے کہ بلاشبہ ہمارے حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات طاغوت کے گماشتوں اور شر کے علمبرداروں کے خلاف جہاد کا استعارہ تھی۔ ان کا وجود قومی و ملّی وحدت اور اُمت کے روحانی ارتقاء کی تحریک سے عبارت تھا۔ وہ ماضی کی تابناک روایات کے امین اور صبح انقلاب نو کی نوید تھے۔ اسلاف کے علمی و دینی ورثہ اور صوفیائے کرام کے پیغام محبت کے سفیر تھے۔ عرفان و معرفت کی مئے گلگوں نے ان کی حیاتِ مستعار میں علم و عمل کی مستیاں بانٹیں۔ ان کی فکرِ رسا نے بحرِ بصیرت سے انمول موتی اکٹھے کیے۔ حضرت علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ان عبقری شخصیات میں سے تھے جو صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں اور جب اس کارگہِ حیات سے ناطہ توڑ کر راہیِ ملک عدم ہوتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کی لہر تھم گئی ہے اور دلوں کی حرکت رک گئی ہے۔ حضرت شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ آج ہم میں موجود نہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص نہیں بلکہ ایک دور کا پردہ اُلٹ گیا ہے۔

چند لمحوں کے لیے فصلِ وفا مہکی تھی
آج ہر گوشۂ گلزار میں ویرانی ہے

تاثرات

شاعر ہفت زباں، وارثِ علوم مہر علی رحمۃ اللہ علیہ جگر گوشہ فاتح قادیان

علامہ پیر سیّد نصیر الدین نصیر گیلانی

آستانہ عالیہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف

حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ آپ نے جو یہ "نور T.V" کا کام سر انجام دیا۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

میں نے علماء اہلسنت سے کہا ہے کہ ہم سنیوں کے پاس لے دے کے ایک "نور T.V" ہے۔ ہمارے پاس اور ہے کیا؟ نہ کسی پیر نے کیا نہ کسی مولوی نے۔ یہ تھوڑا کام ہے کہ کروڑوں اربوں لوگوں تک ایک پیغام حق پہنچایا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ پیر صاحب کی دینی و سماجی خدمات کو قبول فرمائے۔ (آمین)

پیر سیّد علی رضا بخاری:

(بساں شریف)

حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی دین اسلام کی خدمت کے لیے، فیضان صوفیاء اور حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کے نور کو عام کرنے کے لیے وقف ہوئی۔

آپ ایسا شاد و آباد گلستان چھوڑ کر پردہ نشین ہوئے کہ آپ کا فیضان تا قیامت جاری رہے گا۔

حضور ضیاء الامت:

جسٹس پیر کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آستانہ عالیہ بھیرہ شریف

آپ نے نیریاں شریف عرس کے موقع پر فرمایا تھا کہ پیر علاؤ الدین صدیقی صاحب شریعت وطریقت کا نور باطریق احسن امت تک پہنچا رہے ہیں۔ آپ کام کر رہے ہیں اور کام کرتے رہیں گے۔

نیریاں شریف ایک ایسا مینارہ نور ہے کہ جس سے علم کی شمع روشن ہوگی اور میں یہاں بہت بڑی یونیورسٹی دیکھ رہا ہوں۔

جناب محمد علی صاحب

(اونر اسلام چینل یو کے)

حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم سکالر، ایک عظیم شخصیت اور ہمارے عظیم لیڈر تھے۔

آج ہم سب گواہ ہیں کہ حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس امت کے عظیم سکالر تھے اور شاید ہی ایسا کوئی اور ہو آج بے شک وہ ظاہری طور پر ہم سے رخصت ہو گئے لیکن اُن کی سوچ آج بھی ہمارے ساتھ ہے لاکھوں دلوں میں انہوں نے محبت کے جو دیپ جلائے وہ ہمیشہ روشن رہیں گے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں تعلیم پہ کام کیا۔ ہسپتال، سکولز، کالجز، یونیورسٹی اور غریبوں کی امداد کی میں ان سے بہت بار ملا،

وہ نہایت مہربان شخصیت کے مالک تھے آپ ان کی زندگی دیکھیں، ان کے چہرے پر نور دیکھیں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ (آمین)

علامہ مفتی گل رحمان قادری

نحمدہ و نصلی علیٰ رسلہ الکریم ان اکرمکم عنداللہ اتقکم

شیخ العالم عظیم شخصیت علم وتقویٰ کے جامع ہیں۔

تصوف شرعی کے فی البدیہی حاصل تھے۔ تصوف کے موضوع تمام سلاسل کے عارف تھے۔ کشف القبور کے بڑے ماہر تھے اور نظری، بدیہی اور الہامی کے شیخ الشیوخ تھے۔ صاحبان سلاسل سے فیض لیتے بھی تھے اور فیضان سے مالا مال فرمانے والے تھے۔ طریقت کے عظیم سخی تھے۔

خلافت زیادہ تر علماء پر تقسیم فرمانے والے اور وہ اخلاص کی نیت سے تا کہ فیضان جاری رہے۔ بغیر کسی مالی طمع کے، اس لیے دیکھنے میں آیا کہ بے دریغ طریقت کا تقسیم کرنا ان کی عادت جاریہ تھی۔

لنگر ظاہری باقاعدہ جاری رکھتے لیکن باطنی روحانی لنگر بھی ساتھ میں تقسیم فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دنیا بھر میں عقیدت مند اور مریدوں کا بے حد سلسلہ رکھتے تھے۔ دینی ادارے اور مساجد اپنی وسعتوں کے ساتھ اضافہ پر اضافہ کرتے نظر آئے۔ کالج، یونیورسٹی اور ہاسٹل وغیرہ بھی قائم فرماگئے۔

راجہ فاروق حیدر

(وزیر اعظم آزاد جموں کشمیر)

حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت عظیم شخصیت تھے۔ آپ کی آزاد کشمیر و پاکستان کے لیے خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائیگا۔ میں ذاتی طور پر پیر صاحب سے بہت متاثر تھا۔ آپ کو نور ٹی وی، یوٹیوب اور انٹرنیٹ پر اکثر سنتا رہتا ہوں۔

آپ نے ایک عظیم مشن کو چھوڑا ہے۔ ہم پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس مشن کو جاری رکھنے کے لیے ہر طرح سے حاضر ہیں۔

پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ آج بھی ہر دل میں موجود ہیں۔

ان کی شخصیت کا ایک پہلو نہیں بلکہ ہر شعبہ زندگی میں دیکھیں تو پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کارنامے نظر آتے ہیں، مخلوق خدا کی خدمت جس رنگ اور انداز میں ممکن تھی پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔

حضرت قبلہ پیر اولیاء بادشاہ فاروق صاحب دامت برکاتہم العالیہ

(موہڑہ شریف)

حضور غوثِ زماں خواجہ پیر قاسم موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات میں 750 زندہ کتابیں (خلفاء) تیار کیے۔ ان میں سے جو سب سے مستند اور جس نے اپنے مرشد کی تعلیمات کو پوری دنیا میں پھیلایا وہ حضرت خواجہ پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

پیر صاحب کے ظاہری پردہ سے میں ٹوٹ چکا ہوں۔

پیر صاحب نے نہ صرف نیریاں شریف بلکہ موہڑہ شریف کا پرچم بھی پوری دنیا میں لہرایا میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ جو نظام پیر صاحب نے قائم کیا۔ اب اس نظام کو چلانے کے لیے نظم وضبط اور پیار ومحبت سے چلانا ہوگا۔ جو پودا میرے خواجہ غریب نواز پیر زاہد خان موہڑوی نے لگایا اس پودے کو ایک عظیم درخت پیر صاحب نے ایک عظیم نظام قائم کر کے بنا دیا۔

پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم صوفی، محقق، مقرر، ایک فلسفی ایک آرکیٹیٹ ایک محسن جس نے اس ویرانے میں بیٹھ کر نیریاں شریف کو پوری دنیا میں مشہور کر دیا۔

حضرت مولانا پیر محمد الیاس عطار قادری صاحب برکاتہم العالیہ

(امیر دعوت اسلامی)

حضرت پیر محمد علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ صاحب پوری زندگی دین کی خدمت کرتے رہے۔ اللہ کریم ان کی دینی خدمات کو قبول فرمائے اللہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک پر رحمت کے پھولوں کی بارش فرمائے۔

مفتی منور عتیق رضوی صاحب

قبلہ عالم شیخ طریقت، علامہ پیر محمد علاؤ الدین صدیقی زیب سجادہ دربار عالیہ مقدسہ نیریاں شریف کے وصال پُر ملال پر ایک جہان نمناک ہے۔

دین متین اور مسلک اہلسنت کی اشاعت وترویج کے لیے پاکستان بھر اور مغربی دنیا میں آپ کی خدمات جلیلہ قابل رشک ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے گلستان کرم وفیض جہان آراء کو ہمیشہ مہکتا وجاری رکھے۔

علامہ لیاقت حسین الازہری:

پیر علاؤ الدین صدیقی رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت علمی، اعتبار، روحانی اعتبار اور تعلیمی خدمات کے اعتبار سے بے مثال تھی۔

خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے انہیں توکل اللہ سے بہت نوازا تھا۔

علماء سے آپ کی بہت محبت تھی اسی لیے آپ کی ہر محفل میں کثیر تعداد میں علماء شریک ہوتے۔1960ء میں بہت سے علماء ومشائخ برطانیہ گئے مگر کام سے کے حوالے سے دیکھیں تو پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ سب سے آگے نکل گئے۔

اللہ تعالیٰ نے پیر صاحب کو علم، عمل، وجاہت اور خوبصورت ہر اعتبار سے نوازا تھا۔

اتنی خصوصیات کے باوجود آپ عجز وانکساری کا مجموعہ تھے۔آپ سے ملنے والا شخص کبھی خود کو چھوٹا محسوس نہیں کرتا تھا وہ خود بھی کام کرتے تھے اور کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی بھی فرمایا کرتے تھے۔

حامد میر: (ممتاز صحافی، اینکر پرسن)

پیر علاؤ الدین صدیقی کی بے شمار خدمات ہیں۔

وہ ایک علم دوست شخصیت تھے۔علم کے فروغ کے لیے ان کی خدمات انہی کا خاصہ تھیں۔اور سب سے بڑی بات واتحاد بین المسلمین کے داعی تھے۔

مثنوی مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ

پیر علاؤ الدین صدیقی رحمتہ اللہ علیہ کا خاصہ تھی۔

پیر سیّد شبیر علی شاہ گیلانی

(آستانہ عالیہ چورہ شریف)

1957ء سے حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمتہ اللہ علیہ صاحب سے تعلق، محبت کا رشتہ حرم پاک میں اکٹھے سفر، ان کی شفقت اور چورہ شریف سے ان کی محبت بے مثال تھی۔حضرت پیر صاحب سرخرو ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہو گئے۔

ہمہ گیر اور ہر دلعزیز شخصیت میں نے بہت قریب سے انہیں دیکھا۔روتے ہوئے ہنستے ہوئے گئے۔کبھی ان کی طبیعت پہ بوجھ محسوس نہیں کیا جب بھی ملاقات ہوئی نہایت شفقت فرمائی۔وہ نیریاں شریف کی زینت تھے۔انہوں نے نیریاں شریف کو چار چاند لگائے۔

وہ ظاہری طور پر پردہ فرما گئے مگر ہر دل میں زندہ ہیں جو کام کئے انہوں نے کہاں تراڑکھل اور آزاد کشمیر پاکستان کے طول وارض اور یورپ بالخصوص انگلینڈ میں جس کام پر ہاتھ ڈالا پورا کیا۔

خوش پوش، خوش آواز اور خوش خصال پیر، وہ اپنی قبر میں گئے خوش خصال رہے، بہت خوبصورت زندگی گزاری۔آج ان کے والد گرامی ان سے بے حد خوش ہوں گے۔

ہر پیر ہر صاحبزادے کی زبان پر ایک لفظ ہے کہ بڑا کمال کا پیر تھا پیر علاؤ الدین۔۔

مفتی اعظم پاکستان

علامہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب

(چیئرمین مرکزی رویت حلال کمیٹی پاکستان، صدر تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان)

میرے علم کے مطابق پورے برصغیر پاک و ہند میں ایک بھی پیر طریقت ایسا نہیں ہے کہ جس نے نہ صرف عظیم جامعہ محی السلام قائم کی ہو بلکہ انہوں نے جدید محی الدین اسلامک یونیورسٹی قائم کی۔

انہوں نے محی الدین میڈیکل کالج اور اس کے ساتھ ٹیچنگ ہسپتال قائم کیا۔

انہوں نے دنیا بھر میں مدارس و مساجد کا جال بچھایا۔ انہوں نے نور ٹی وی کی صورت میں اسلام کے نور کو قرآن کے نور اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو اور اپنے نور ہدایت کو کائنات کے گوشے گوشے میں پھیلا دیا۔

حضرت پیر شمس الامین قادری رحمتہ اللہ علیہ

(آستانہ عالیہ مانکی شریف)

حضرت پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ ایک ہمہ گیر شخصیت تھے آپ نے جو دین کے لیے خدمات سرانجام دیں۔

اور مخلوق خدا کی جو خدمت کی، وہ قیامت تک یاد رکھی جائیں گی۔

پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے تمام آستانوں اور پیران عظام کے لیے ایک ایسی عظیم راہ

بنائی جس پر چلنا آسان تو نہیں لیکن اسلاف کی یاد اور جھلک اسی راہ میں ہے آپ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ آستن پارک نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں سے بھر جائے گا اور آپ کے وصال پر ہم نے دیکھا کہ وہ آستن پارک نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں سے بھرا ہوا تھا۔

"اللہ ھوٗ" کی صدا بھی بلند تھی۔

اس ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر آستانہ، ہر پیر حضرت پیر صاحب کی سوچ اپنائے۔

حضرت خواجہ پیر قمر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ

آستانہ عالیہ سیال شریف

آپ نے رائیونڈ سنی کانفرس 1972ء میں ارشاد فرمایا کہ صاحبزادہ پیر علاؤ الدین صدیقی کے ماتھے پر جو چمک نظر آرہی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پوری دنیا میں اسلام کا بڑا کام کریں گے۔

حضرت علامہ پیر شاہ احمد نورانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر مجھے ایک اور پیر علاؤ الدین صدیقی رحمتہ اللہ علیہ پاکستان میں مل جاتا تو میں پاکستان کا نقشہ تبدیل کر دیتا۔

☆☆☆☆☆

عاشقِ درود پاک حضرت مفتی محمد امین رحمتہ اللہ علیہ

شہر فیصل آباد میں نابغہٗ روزگار شخصیت حضرت محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ عالم باعمل فقیہہ عصر حضرت قبلہ مفتی محمد امین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا وصال مورخہ 3 جنوری 2018ء کو ہوا۔ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرف پورے ملک میں پھیلی۔ ہر طبقہ فکر کے لوگ مغموم ہوئے۔ قبلہ مفتی صاحب کی شخصیت ہی ایسی تھی کہ ہر ایک آپ کی محبت میں گرفتار تھا۔ قبلہ مفتی صاحب کی ساری زندگی فروغ علم اور فروغ درود وسلام میں گزری۔ شہرہ آفاق کتاب آب کوثر سے بے شمار فیضان تقسیم ہوا۔ اس کتاب کے قاری کو جو بشارتیں نصیب ہوئیں اس پر بھی کتاب تصنیف کی گئی۔ عشق رسول کریم فروزاں کرنے والی قبلہ مفتی صاحب کی کتاب البرھان سے بھی ایک کثیر تعداد فیضاب ہوئی۔ کثیر کتب کے مصنف حضرت مفتی صاحب کی زندگی کا عشق درود پاک کی محافل اور اس کا فروغ تھا۔ خود بھی ایک عظم عالم تھے۔ اور اپنی اولاد امجاد کو بھی علم دین کا عظیم چوکیدار بنایا۔ ساری اولاد نامور عالم دین ہے جن میں مناظر اسلام مولانا سعید احمد اسعد۔ مولانا محمد افضل شاھد۔ مولانا محمد کریم سلطانی، مولانا محمد مسعود احمد حسان حضرت مفتی صاحب کے صاحبزادگان ہیں جو اپنے والدگرامی کے فیضان کو تسلیم کرنے کی بھرپور صلاحیت بھی رکھتے ہیں اور سرگرم عمل بھی ہیں۔ حضرت مفتی صاحب کا جنازہ شہر فیصل آباد کا تاریخی جنازہ تھا۔

دھوبی گھاٹ اور قرب جوار کی تمام سڑکیں مخلوق خدا سے بھر گئیں۔ علماء مشائخ کی کثیر تعداد شریک تھی۔ قبلہ مفتی صاحب کے وصال پر جانشین حضور شیخ العالم حضرت

علامہ پیر نور العارفین صدیقی صاحب مدظلہ العالی نے صاحبزادگان، مریدین متوسلین سے تعزیت کرتے ہوئے فرمایا۔ قبلہ مفتی صاحب کا خلا پورا نہیں ہوسکتا اُن کی حیات ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ اللہ کریم حضرت قبلہ مفتی صاحب کے درجات میں بلندی فرماتے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

از قلم: خلیفہ محمد عدیل یوسف صدیقی

مدیر: مجلّہ محی الدین

☆☆☆☆☆

﴿مرشد کریم حضرت خواجہ پیر محمد علاؤالدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات﴾

تصوف سارے کا سارا نبی ﷺ کی اداؤں میں ہے

اللہ کریم نے اپنی ساری بندگی کو نبی کریم ﷺ کی اداؤں میں پابند کر دیا ہے اس لئے کہ جو مجھے راضی کریگا وہ بندگی کریگا اور جو بندگی کریگا وہ نبی ﷺ کی اداؤں کے اندر رہ کر کریگا تو یوں ہر لحہ اور ہمیشہ محبوب کی ادائیں محفوظ رہیں گی۔

فقہاء کا اس مسئلے میں زبردست اختلاف ہے کہ رفع یدین کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ مالکی، شافعی، حنبلی رضوان اللہ علیہم اجمعین رفع یدین کرتے ہیں حنفیوں کے پاس بھی ٹھوس دلائل موجود ہیں اس لئے حنفی رفع یدین نہیں کرتے۔ صوفیاء یہ کہتے ہیں کہ اس پر اختلاف نہ کریں کبھی تو نبی ﷺ نے رفع یدین کیا تھا ناں! اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی کسی ادا کو چاہے وہ ایک ہی بار عمل میں آئی ہو اس کو ڈوبنے نہیں دیتا۔ اس حکمت کو سمجھیں۔ نبی پاک ﷺ کی ہر ادا کو زندہ رکھنے کے لئے کوئی نہ کوئی جماعت ہر دور میں موجود رہے گی البتہ عقیدے کو سلامت رکھنا یہ اور بات ہے۔

دربار نیریاں شریف 2012ء

منقبت بیادِ شیخ العالم حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر سید مقصود حسین راہی

خوب رویا آسماں بھی پیر کی فرقت میں آج
پیر بھی کیا پیر تھا لاکھوں کروڑوں سر کا تاج
اس کی تو ہر ہر ادا تھی باصفا و دل کشا
اس کا ہر انداز تھا غماز دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
اس کے اک چہرے میں دکھتے تھے ہزاروں اولیا
ایستادہ اس کے در پہ دیکھے لاکھوں اصفیا
جلوۂ ہوا رخصت تو ہر دیدہ یہاں پرنم رہا
وہ مرا پیر مغاں لیکن ابھی اس دل میں ہے
جس طرح گل کا تصور نغمۂ بلبل میں ہے
جادۂ حق کے ہر اک راہی کو ان سے رہ ملی
جیسے شمع ضوفشاں کو دیکھ کر تتلی چلی
رہ گیا مغموم اک مقصود راہؔی اس طرف
وہ رخ زیبا چھپا کر چل پڑا ہے اُس طرف

☆☆☆☆

ہم چلے ہیں پیر کے اب آخری دیدار کو
اک معطر و معنبر پر رخ انوار کو
بارگاہ قدس میں مقبول ہر لحہ رہا
باجلالت پر معانی شیخ خوش گفتار کو
جب یہاں تھا تو بہاریں مسکراتی تھیں سدا
گل تو گل فرقت میں اس کی روتا دیکھا کار کو
نطق کو سو ناز تھا شیریں مقالی پر ادھر
اور آنکھیں دیکھتی رہتی تھیں بس رخسار کو
تھے وہ جامع سلف صالحین کے کردار کے
ایک گل رہ سے عیاں دیکھا ہے اک گلزار کو
وہ بہار بوستان روح مگر جاتا رہا
راہؔی دے گا اب تشفی کون اس بیمار کو

☆☆☆☆

دے کے جام عشق وہ پیر مغاں رخصت ہوا
ہم تڑپتے رہ گئے وہ جانِ جاں رخصت ہوا
چہرہ جس کا ضوفشاں کردار جس کا پُر بہار
معنیٔ قرآن کا وہ نکتہ داں رخصت ہوا
زندگی جس کی ہے گزری عشق آقا صلی اللہ علیہ وسلم میں سدا

علم و عرفاں کا وہ بحر بے کراں رخصت ہوا
مغرب و مشرق میں جس نے عشق کی بھڑکائی آگ
فیض یاب مصطفیٰ ﷺ غوثِ زماں رخصت ہوا
گو کہ اس نے جام بھر بھر کے پلائے ہیں ہمیں
قبلۂ حاجات زیب آستاں رخصت ہوا
محض وہ اک شخص نہ تھا انجمن تھا ذات میں
وہ بہار معرفت اک پاسباں رخصت ہوا
جس کے دم خم سے بہاریں مسکراتی تھیں یہاں
وہ سریر آرائے تاج نیریاں رخصت ہوا
دھوم جس کی از زمیں تا آسماں تھی چار سو
وہ بہار گل رخاں جنت نشاں رخصت ہوا
آج یہ محسوس ہوتا ہے مجھے بیٹھے ہوئے
کل گل نہیں اس دہر کا اک گلستاں رخصت ہوا
ایک اک یاں محفل ہے مضطرب اور بے قرار
اس کی فرقت میں جو بھر کر آشیاں رخصت ہوا
راہیؔ تو کیا لکھ سکے گا منقبت اس پیر کی
اولیا کے باغ کا اک باغباں رخصت ہوا

☆☆☆☆

بفیضان نظر

مرشدِ کریم حضرت پیر محمد علاؤالدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

صدیقیہ قرآن اکیڈمی للبنات

درسِ نظامی | ترجمہ و تفسیر | حفظ القرآن | ناظرۃ القرآن | اوقات کار صبح 8 تا 4 بجے

داخلہ جاری ہے

مفت چیک اپ مفت ادویات

صدیقیہ فری ڈسپنسری

شام 5 تا 7 بجے تک

ڈاکٹر محمد ارشد چوہدری

بی ایس سی (پنجاب)
ایم بی بی ایس (پنجاب)
آر پی ایم ڈی سی (اسلام آباد)

انسانیت کی خدمت کا سفر

صدیقیہ فری سلائی سنٹر

شام 4 تا 6 بجے تک
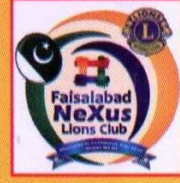
داخلہ جاری ہے

بمقام: گلی نمبر 5 سیالوی کالونی بڑا قبرستان روڈ فیصل آباد

زیرِ نگرانی: حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی و خدام محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد

0321-7611417